عقائدِ اہلِ سُنّت کا محافظ

مُجلّہ

کلمۂ حق

پاکستان

غیر مؤقت شمارہ نمبر: 16

دسمبر 2020 / جُمادی الاولیٰ 1442ھ

★ اہم مسائل

★ مولوی الیاس گھمن پر دیو بندی علماء اور سابقہ اہلیہ کی طرف سے لگائی گئی سیاہی کو دھونے کی ناکام کوشش (قسط: ۱)

★ مولوی اشرفعلی تھانوی کی طرف سے مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی پر گستاخی کا فتویٰ

★ مولوی طارق جمیل دیوبندی کی طرف سے حضرت یوسف عَلَیْهِ السَّلَام کی گستاخی (قسط: ۲)

★ مماتیوں کے دیوبندی ہونے سے حیاتیوں کے اِنکار کا مختصر مگر مدلل جواب

★ حضرت علامہ مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْه کے نزدیک وہابی ''منکرِ شفاعت'' ہونے کے سبب گمراہ ہیں

★ دیوبندی خانہ جنگی بہ جواب دست و گریبان

★ دیوبندی خود بدلتے نہیں، کتابوں کو بدل دیتے ہیں (قسط: ۱۵)

★ ''کشف الخداع'' پر ایک نظر (قسط: ۱)

★ ''ہم دین سمجھ کر نہیں کرتے'' وہابیہ دیابنہ کے فریب کا جواب

مدیر:

عبد المصطفیٰ قادِری رضوی

ای میل: kalimaehaq92@gmail.com

فیس بک پیج: kalimaehaq92

بفیضانِ نظر:

☆ شیخ الاسلام والمسلمین، تاج المحققین، اِمامِ اہلِ سُنَّت، مجددِ دین وملت،
حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ امام الشاہ **احمد رضا خان قادری** برکاتی حنفی بریلوی

☆ شیر بیشۂ اہلِ سُنَّت، مظہرِ اعلیٰ حضرت، اِمام المناظرین، فاتحِ مذاہبِ باطِلہ
حضرت علامہ مولانا ابوالفتح حافظ قاری **محمد حشمت علی خان قادری رضوی لکھنوی**

☆ وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ مفتیِ اعظمِ ہند، شہزادۂ مفسرِ اعظمِ ہند
پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، رہنمائے قوم وملت، تاج الشریعہ
حضرت علامہ مولانا مفتی **محمد اختر رضا خاں قادری** رَحِمَہُمُ اللّٰہ تَعَالٰی اَجْمَعِین

عقائدِ اہلِ سُنَّت کا محافظ

مجلہ کلمۂ حق پاکستان

غیر مؤقَّت شمارہ نمبر:16

دسمبر 2020 ☆ جُمَادی الاولٰی 1442ھ

مدیر: عبدالمصطفیٰ قادِری رضوی

ای میل: kalimaehaq92@gmail.com

فیس بک پیج: kalimaehaq92

کراچی اور لاہور میں موجود اہلِ سنت کے کتب خانوں سے حاصل کریں

مضمون نگاروں کی آراء سے ادارہ کا مکمل اتفاق ضروری نہیں

فہرست

اہم مسائل

از

واقفِ رموزِ دیو بندیہ، مجاہدِ ملّت، محبوبِ ملّت، غازیِ اہلِ سُنّت، حضرت
علامہ مولانا حافظ قاری مفتی علامہ ابوالظفر محبُّ الرضا محمد محبوب علی خاں
قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ
(تخریج وپیشکش: میثم عباس قادِری رضوی)

....

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین وشرعِ متین اِن مسائل میں:

(۱) ہمارے علاقہ میں متفرق قوم کے لوگ ہیں، مسجد میں دُرُود شریف حضور پر بہ آوازِ بُلند پڑھتے تھے اور ساتھ ہی نعت شریف پڑھتے تھے، لوگ اعتراض کرتے تھے۔

(۲) زیارتِ روضۂ اقدس پر بھی منع کرتے ہیں۔

(۳) اور حیاتِ انبیاء سے بھی وہ لوگ اِنکار کرتے ہیں۔

(۴) اور وہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں: اگر ہم بھی ان کی طرح عبادت کریں تو ہم بھی اس مرتبہ پر پہنچ جائیں گے۔

(۵) اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مُردہ شخص کے نام پر قرآن شریف کا ثواب بھیجنا، فاتحہ خوانی کرانا، اس کے لیے کچھ صدقہ دینا، اس سے مُردہ کو کچھ فائدہ نہیں۔

(عبدالحمید، خریدار نوری کرن، نمبر ۱۱۲۷، چک نہاد)

اَلْجَوَاب اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب:

(۱)حضورِاقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہِ اقدس میں تحفۂ دُرُودوسلام پیش کرنا بہترین عبادت اورامرِ اِلٰہی کی تعمیل ہے اور جو ایک بار پڑھے، دس گُنا ثواب پائے اور دس گُنا معاف کرائے۔اس سے روکنے والا کوئی بڑا بخیل ہے یا کوئی بڑا بدمذہب ہے اورنعتِ رسول پڑھنا ذکرِ الٰہی میں مشغول ہونا ہے کہ ذکرِ رسول، ذکرِ خدا ہے۔حضورسیِّدُ نا اعلیٰ حضرت قبلہ فرماتے ہیں: ؎

ذکرِ خُدا جو اُن سے جُدا چاہو نجدیو!
وَاللہ ذِکرِ حق نہیں، کُنجی سَقَر کی ہے

(حدائق بخشش،حصّہ اوّل،صفحہ ۱۳۶،مطبوعہ مسلم کتابوی،داتا دربار مارکیٹ،لاہور)

ونیز فرماتے ہیں:

ذِکر روکے، فَضل کاٹے، نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مَردک کہ ہوں اُمَّت رسول اللہ کی

(حدائق بخشش،حصّہ اوّل،صفحہ ۱۰۲،مطبوعہ مسلم کتابوی،داتا دربار مارکیٹ،لاہور)

☆ابنِ تیمیہ اورابنِ قیّم نے ''اغاثۃ اللّٰھفان'' اور ''کِتَابُ الرُّوح'' میں یہ حدیث روایت کی:

مَامِنْ مُّسْلِمٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّاوَبَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ اَیْنَ اَیْنَمَا کَانَ [1]

حاشیہ(۱)امام الوہابیہ ابنِ قیم نے اپنی کتاب ''جَـلاءُ الْأَفْھَام'' میں بھی ایک حدیث درج ذیل الفاظ میں نقل کی ہے:

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ

(ترجمہ): جو بندہ دُرُود پڑھتا ہے خواہ وہ کوئی کہیں ہو،اس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے''

(''جَلاءُ الْأَفْھَام، باب ماجاء فی الصلاۃ علی رسول اللّٰہ، صفحہ ۱۸۱،مطبوعہ دَارُالْکُتُبْ، دکان نمبر ۱۳۔۱۴،صدف پلازہ،محلّہ جنگی،پشاور۔ایضاً،اُردو ترجمہ بنام ''الصلوٰۃ والسَّلام''، باب اوّل،صفحہ ۵۲،مطبوعہ ادارہ ضیاء الحدیث،مدنی روڈ،مصطفیٰ آباد،لاہور۔تاریخِ اشاعت:شوال المکرم ۱۳۹۲ھ/نومبر ۱۹۷۲ء۔مترجم: قاضی محمد سلیمان منصور پوری غیر مقلد) (میثم قادری)

(کتاب الروح، المسألة الرابعة:هل تموت الروح أم لا؟، صفحہ۵۹،
مطبوعہ دارالارقم، بیروت، لبنان)

یعنی ’’جومسلمان بھی مجھ پر دُرود پڑھتا ہے تو اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے، وہ کہیں بھی ہو‘‘۔

اَلصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰهِ

سُنّی بھائی غور کریں کہ اگرچہ ہم گناہ گار، سِیَہ کار، دربارِنبوی سے بظاہر دُور پڑے ہیں، مگر ہماری آواز کو توباریابی کا شرف اسی ذریعہ سے مِل رہا ہے۔ پھر کیوں نہ پڑھتے رہیں۔ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰه

اور بآوازِ بُلند پڑھنے کا فائدہ بزرگوں نے یہ بتایا ہے کہ دیوارودر، شجروحجر، جوبھی یہ آواز سُنیں گے، وہ سب اس کے گواہ ہوں گے۔ مسلمان پڑھتے رہیں، ہرگز بند نہ کریں۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم،صَلَّی اللّٰه علیه وعلٰی اٰله واصحابه اجمعین وبارك وسلّم

الجواب(۲):

اب تک تو اکابرِ وہابیہ دیوبندیہ، ندویہ، مودودیہ، الیاسیہ، احراریہ، خاکساریہ، نیچریہ، دُرود پڑھنے والوں کو ندائیہ دُرود شریف کو روضۂ اقدس سے دُور پڑھنے سے منع کرتے تھے اور روضۂ اقدس کے سامنے حاضر ہوکر پڑھنے سے منع نہ کرتے تھے۔ اگرچہ اس دُوری کی بھی وہ کوئی حدِّ صحیح نہیں بتا سکتے تھے۔ اب نئی پود کے وہابی اس سے بھی منع کرنے لگے۔ سُنّی بھائی ان وہابیوں کو بکنے دیں اور خود برابر دُرود شریف پڑھتے رہیں۔

☆ وہابیہ غیر مقلدین و وہابیہ دیو بندیہ کو تو خدا و رسول جَلَّ جَلالہٗ و صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم اور بزرگانِ دین سے عداوت و دُشمنی ہے کہ:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَـا رَسُولَ اللّٰـه اور یـا نبی سلام علیك، یـا رسول سلام علیك پڑھنے کو کفر و شرک بتائیں۔ اور حسین احمد اجودھیا باشی جب مَرے، تو گا گا کر یوں الاّ پیں اور چھپوا کر شائع کریں۔

اے وارثِ علومِ نبی تجھ پہ صد سلام
اے عارفِ رموزِ علی تجھ پہ صد سلام

الجمعیۃ کا شیخ نمبر ص ٣٩۔

(روز نامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، صفحہ ٣٩، بابت ٢۵ رجب المرجب ١٣٧٧ھ ١۵ فروری ١٩۵٨ء)

اس میں ندا بھی ہے اور سلام بھی ہے۔ لیکن اپنے لیڈر کا معاملہ ہے، لہٰذا دُرست ہے۔ ☆ اور اسی کے ص ٤٢ میں دیکھیے:

اَلسَّلَام اے رُوحِ عالی اَلسَّلَام
گُلشنِ احمد کے مالی اَلسَّلَام
اَلسَّلَام اے دیں کے والی اَلسَّلَام
مظہرِ شانِ جلالی اَلسَّلَام

(روز نامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، صفحہ ٤٢، بابت ٢۵ رجب المرجب ١٣٧٧ھ ١۵ر فروری ١٩۵٨ء)

بار بار ندا بھی ہے سلام بھی ہے۔ مگر صدر جمعیۃ العلماء دہلی و شیخِ دیو بند کے لیے ہے تو سب جائز ہے۔

☆ اور اسی شیخ نمبر کے ص ٤۵ میں دیکھیے۔

سلام اے نازشِ محمود وقاسم، انور واشرف
سلام اے ترجمانِ رحمت واِمداد وگنگوہی
سلام اے قلزمِ علم وعمل اے سیّدِ ثانی

(روز نامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، صفحہ ۴۵، بابت ۲۵ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ ۱۵/فروری ۱۹۵۸ء)

ذرا غور سے پڑھیے، کسی مُردہ کو ندا تو نہیں ہے؟۔

☆اور پھر دیکھیے ص ۶۳ میں ہے:

اَلسَّلام اے چارہ سازِ دردِ ہجراں اَلسَّلام
اَلسَّلام اے قطبِ عالم، اے اماموں کے امام
اَلسَّلام اے آسمانِ علم کے ماہِ تمام
الفراق اے وہ کہ جس کا فخر ہے ادنیٰ غلام

(روز نامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، صفحہ ۶۳، بابت ۲۵ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ ۱۵/فروری ۱۹۵۸ء)

دیکھیے! ندائیں بھی ہیں اور وہابی دَھرم پر اور بھی بہت سے شرکیات ہیں، مگر حسین احمد کی بارگاہ ہے، لہٰذا سب جائز ہے اور بارگاہِ رسول کا معاملہ ہو تو اگرچہ خدا تعالیٰ ہی ''صَلُّوْا'' اور ''سَلِّمُوْا'' کہہ کر حکم فرمائے، مگر وہابی دیوبندی، ندوی، مودودی ماننے سے اِنکاری ہے، یہ ہے وہابی دَھرم۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہ تعَالٰی وَاللّٰہ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم۔

الجواب (۳):

حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور حضراتِ انبیائے کرام علی نبیّنا وعلیہم الصّلاۃ والسّلام کی حیاتِ اقدس تو ایسے روشن طریقہ سے

ثابت ہے کہ ان کے نیاز مندوں حضراتِ شہداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کی حیات، قرآنِ عظیم کے اندر دو جگہ بڑی شان سے بیان کی گئی، تو نبیوں، رسولوں کی حیات میں کس کو شُبہہ ہو سکتا ہے۔

☆ دیکھیے حضرتِ شیخِ محقق مولانا الشاہ محمد عبد الحق محدث دہلوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رسالہ مبارکہ ''سلوك اقرب السبل بالتوجه الٰی سیدالرسل'' میں فرماتے ہیں:

''وبا چندیں اختلافات و کثرت مذاهب که درعلمائے امت است یك کس رادریں مسئله خلاف نیست که آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بحقیقت حیات بے شائبه مجازوتوهم تاویل دائم باقی است وبراعمال امت حاضر وناظر ومرطالبان حقیقت ومتوجهان آنحضرت رابفیض ومربی است

(''سلوك اقرب السبل بالتوجه الٰی سیدالرسل'' مشمولہ ''المکاتیب والرسائل'' برحاشیہ ''اخبار الاخیار''، مطبوعہ مجتبائی، صفحہ ۱۵۵، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور)

یعنی ''علمائے اُمت میں اس قدر اِختلاف اور کثرتِ مذاہب کے باوجود اس مسئلہ میں کسی کو بھی ختلاف نہیں کہ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ حیاتِ حقیقی کے ساتھ بغیر شُبہہ مجاز اور بلا توہّم تاویل دائم و باقی ہیں اور اعمالِ اُمت پر حاضر و ناظر ہیں اور فریادیوں کی مدد فرمانے والے ہیں''۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہ۔

☆ اور تفسیر ''رُوحُ البیان'' میں ہے:

أن حیاة الأنبیاء والأولیاء حیاة دائمة فی الحقیقة،

ولا يقطعها الموت الصوري

(رُوحُ البيان، الجُزْءِ الثامِنُ، صفحہ۴۶۵،سورة اَلدُّخَان، زیرِ آیت:۳۶،مطبوعہ دارُالکتب العلمية، بيروت)

یعنی''یقیناً حضراتِ انبیائے کرام واولیائے عظام علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِمُ السَّلَامُ کی زندگی اَبدی زندگی ہے، ظاہری موت ان کی زندگی کو منقطع نہیں کرتی''۔

ولو كره الوهابيون والديوبنديون۔

☆اب خود وہابیہ دیوبندیہ کے حکیم الامت جناب تھانوی کی سُنیے۔یہ ہے ان کی کتاب''نشر الطیب''،ص۱۸۳ میں ہے کہ:

''رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیا کے جسد کو کھاسکے، پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور اُن کو رزق دیا جاتا ہے۔ روایت کیا اس کو ابنِ ماجہ نے۔ف۔ پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا''

(نشر الطیب،فصل اٹھائیسویں،صفحہ۲۰۸،مطبوعہ کتب خانہ اشاعۃ العلوم،محلّہ مفتی سہارنپور-ایضاً،صفحہ۲۰۸،مطبوعہ مکتبہ لدھیانوی، جامع مسجد فلاح،فیڈرل بی ایریا، نصیر آباد، بلاک نمبر۱۴،کراچی)

☆اور اسی کے اسی صفحہ میں تھانوی جی نے لکھا ہے کہ:

''بیہقی وغیرہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَام اپنی قبروں میں زِندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں''۔

(نشر الطیب،فصل اٹھائیسویں،صفحہ۲۰۸،مطبوعہ کتب خانہ اشاعۃ العلوم،محلّہ مفتی سہارنپور۔ایضاً،صفحہ۲۰۸،مطبوعہ مکتبہ لدھیانوی، جامع مسجد فلاح،فیڈرل بی ایریا،

نصیر آباد، بلاک نمبر۱۴، کراچی)

☆ اور ''نشر الطیب''ص ۱۸۴ میں تھانوی نے لکھا کہ:

''مشکوٰۃ میں ''ابوداؤد'' و ''بیہقی'' سے بروایتِ ابوہریرہ ارشادِ نبوی نقل کیا ہے کہ جوشخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو واپس کردیتا ہے، یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ ف۔ اس سے حیات میں شُبہہ نہ کیا جاوے، کیونکہ مراد یہ ہے کہ میری رُوح جوملکوت و جبروت میں مستغرق تھی جس طرح کہ دنیا میں نزولِ وحی کے وقت کیفیت ہوتی تھی، اُس سے افاقہ ہوکرسلام کی طرف متوجہ ہوجاتا ہوں، اس کو ردِّ رُوح سے تعبیر فرمادیا''۔

(نشر الطیب، فصل اٹھائیسویں، صفحہ۲۰۹، مطبوعہ کتب خانہ اشاعۃ العلوم، محلّہ مفتی سہارنپور۔ ایضاً، صفحہ۲۰۸، مطبوعہ مکتبہ لدھیانوی، جامع مسجد فلاح، فیڈرل بی ایریا، نصیر آباد، بلاک نمبر۱۴، کراچی)

یہ تھانوی جی کا بیان ہے فَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

☆ سارے وہابیوں دیوبندیوں کی معتبر و مستند اجماعی کتاب ''اَلْــمُھَــنَّــد'' کا فتویٰ سُنیے۔ ص۱۴ میں پانچویں سوال کا جواب ہے:

عنــدناوعند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حیٌّ فی قبرِہ الشریفِ وحیٰوتہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دنیویۃ مـن غیـرتـکـلیف وھـی مـخـتـصـۃ بہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وبـجـمـیـع الانبیاءِ صَلواتُ اللّٰہ علیھم والشھداء لابرزخیۃ کماھِیَ حاصلۃ لسائرِ المؤمنین بَل لجمیع الناس ۔

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَــلَّــمَ اپنی قبرِ مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دُنیا کی سی ہے

بلا مکلّف ہونے کے، اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام اور شہداء کے ساتھ۔ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو''۔

(اَلْمُهَنَّدْ، صفحہ۱۴، مطبوعہ در مطبع قاسمی، دیوبند۔ ایضاً صفحہ۲۱، مطبوعہ دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی۔ ایضاً صفحہ۴۶، ۴۷، مطبوعہ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان۔ ایضاً صفحہ۳۸، مطبوعہ ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور۔ ایضاً صفحہ۳۶، مطبوعہ مکتبۃ الحسن، ۳۳-حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ ایضاً صفحہ۳۳، مطبوعہ مکتبۃ العلم ۱۸۔ اُردو بازار، لاہور۔ ایضاً صفحہ۳۰، مطبوعہ اسلامی کتاب خانہ، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

''اَلْمُهَنَّد'' پر پورے دو درجن وہابی دیوبندی مولویوں کے دستخط ہیں، یعنی لفظ وہابی کے اعداد ۲۴ کے موافق، تو کون وہابی ہے جو اس کو غلط و باطل بتائے۔

☆ اور اسی کے صفحہ ۶۹ میں ہے:

''فھو صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَی فِیْ قَبْرِہِ الشریفِ یَتَصرفُ فِی الکَونِ باذنِ اللّٰہ تعالٰی کَیْفَ شَاءَ۔

حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں، باذنِ خداوندی کون (تمام جہان) میں جو چاہتے ہیں تصرُّف فرماتے ہیں''۔

(اَلْمُهَنَّدْ، صفحہ۶۹، مطبوعہ در مطبع قاسمی، دیوبند۔ ایضاً، صفحہ۱۰۸، مطبوعہ دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی۔ ایضاً، صفحہ۱۸۷، ۱۸۸، مطبوعہ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان۔ ایضاً، صفحہ۱۲۶، ۱۲۷، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور۔ ایضاً، صفحہ۱۲۳، مطبوعہ مکتبۃ الحسن، ۳۳۔ حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ ایضاً، صفحہ۱۲۳، ۱۲۴، مطبوعہ مکتبۃ العلم، ۱۸۔ اُردو بازار، لاہور۔ ایضاً، صفحہ۱۰۶، مطبوعہ اسلامی کُتُب خانہ، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

فَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِیْن۔

☆ذرا برٹش کے ایجنٹ امام الوہابیہ ہند کی معتبر و مستند کتاب ''تقویۃ الایمان'' مطبوعہ فخر المطابع لکھنؤ کو دیکھیے۔ص۵۲ میں ہے:

''یعنی میں بھی ایک دن مَر کر مٹی میں ملنے والا ہوں''

(تقویۃ الایمان، صفحہ۶۲، مطبوعہ در مطبع فاروقی، دہلی۔۱۳۱۳ھ۔ ایضاً، صفحہ۴۹، مطبوعہ کتب خانہ راشد کمپنی، دیوبند۔ ایضاً صفحہ۸۶، مطبوعہ دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ (غیر محرّف)۔ ایضاً صفحہ۹۳، مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڈ، لاہور۔ایضاً صفحہ۱۱۲، مطبوعہ اہلِ حدیث اکادمی، کشمیری بازار، لاہور)

معلوم ہوا کہ وہابیوں، دیوبندیوں، ندویوں، مودودیوں، احراریوں، خاکساریوں، جمعیتیوں کا اصل عقیدہ یہی ہے۔اور اور سب دکھاوا ہے۔

☆اور اسی ''تقویۃ الایمان''، فخر المطابع، ص۸ میں ہے کہ:

''پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے، خواہ اللہ کے دینے سے، غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے''۔

(تقویۃ الایمان، صفحہ۱۰، مطبوعہ در مطبع فاروقی، دہلی۔۱۳۱۳ھ۔ایضاً، صفحہ۷، مطبوعہ کتب خانہ راشد کمپنی، دیوبند۔ ایضاً، صفحہ۱۶، مطبوعہ دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ (غیر محرّف)۔ایضاً، صفحہ۳۰، مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڈ، لاہور۔ایضاً، صفحہ۳۶، مطبوعہ اہلِ حدیث اکادمی، کشمیری بازار، لاہور)

☆اور پھر اسی ص۸ میں لکھا کہ:

''پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو ایسی قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے''۔

(تقویۃ الایمان، صفحہ۱۰، مطبوعہ در مطبع فاروقی، دہلی۔۱۳۱۳ھ۔ایضاً، صفحہ۸، مطبوعہ کتب خانہ راشد کمپنی، دیوبند۔ ایضاً، صفحہ۱۷، مطبوعہ دارالاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ (غیر محرّف)۔ایضاً، صفحہ۳۱، مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڈ، لاہور۔ایضاً،

صفحہ ۳۶، مطبوعہ اہلِ حدیث اکادمی، کشمیری بازار، لاہور)

☆ اور اسی کے صفحہ ۶ میں لکھا کہ:

''سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے، گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے، سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے''۔

(تقویۃ الایمان، صفحہ ۸، مطبوعہ در مطبع فاروقی، دہلی۔ ۱۳۱۳ھ۔ ایضاً، صفحہ ۶، مطبوعہ کتب خانہ راشد کمپنی، دیو بند۔ ایضاً، صفحہ ۱۴، مطبوعہ دار الاشاعت، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ (غیر محرّف)۔ ایضاً، صفحہ ۲۸، مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڈ، لاہور۔ ایضاً، صفحہ ۳۳، مطبوعہ اہلِ حدیث اکادمی، کشمیری بازار، لاہور)

تو ''اَلْمُهَنَّد'' کا فتویٰ کہ:

''باذنِ خداوندی کون (عَالَمْ) میں جو چاہتے ہیں تصرُّف کرتے ہیں''

یہ عقیدہ شرک ہے (۲)۔ اور ''اَلْمُهَنَّد'' کے ہندی مصدّقین سارے کے سارے مشرک اور ابو جہل کے برابر ہوئے۔ اور جو دیو بندی جمعیتی ''اَلْمُهَنَّد'' کو دُرُست مانے وہ بھی ابو جہل کے برابر مشرک ہے۔ یہ ہے ''تقویۃ الایمان'' کا شرکی ایٹم بم، جس نے اَکابر واَصاغرِ دیوبندیہ کو بھسم کر دیا۔

''اَلْمُهَنَّدْ'' کی عیّاریاں، مکّاریاں دیکھنا ہوں تو رسائلِ مبارکہ ''قبائح حفظ الایمان و اَلْمُهَنَّدْ'' اور ''لاجواب تحقیق واقعیت اَلْمُهَنَّدْ'' اور ''اَلْمُهَنَّدْ کی ہوش رُبا حقیقت'' کو دیکھیے۔

حاشیہ (۲) مولوی رشید گنگوہی دیوبندی نے ایک سوال کے جواب میں ''تقویۃ الایمان'' کے حوالے سے نقل کیا ہے:

''چنانچہ تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں کہ خواہ اولیا کی نسبت یہ گمان کرے کہ خود تصرُّف کرتے ہیں، یا یہ گمان وزعم کرے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو علم و تصرُّف دیا، دونوں شرک ہیں''۔

(فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۱۶۷، مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، دوکان نمبر ۲، اُردو بازار، کراچی) (میثم قادری)

☆ ہاں صدرِ جمعیۃ وشیخِ دیوبند اَجودھیا باشی کا فتوی بھی سُنیے۔ یہ ہے ’’الجمعیۃ‘‘ کا ’’شیخ نمبر‘‘۔ص ۵۳ میں ہے کہ:

’’حیاتِ انبیاء کے متعلق تفصیل بہت مناسب ہے، اگر موت وحیاتِ عامہ اورانبیاء کے اِفتراق پر استدلال: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ میں مسند کے عطف سے قائم کیا جائے، تو میرے خیال میں زیادہ قوت پیدا ہوجائے گی۔ غالباً کہیں حضرت نانوتوی نے بھی لکھا ہے، نیز احادیثِ حیات کی تخریج بھی مختصراً اگر ہوجائے تو مناسب ہوگا۔ والسّلام۔ننگِ اسلاف حسین احمد‘‘

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر، صفحہ ۵۳، بابت ۲۵ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ ۱۵ رفروری ۱۹۵۸ء)

خلاصہ یہ کہ حضورِ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی حیاتِ اقدس اتنی ظاہروباہر ہے کہ دُشمنانِ رسول بھی اس کا اِقرار دے رہے ہیں، اگرچہ تقیَّہ بازی سے لکھتے ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

☆ اور ’’نور الایضاح‘‘ و’’مراقی الفلاح‘‘ میں ہے:

وَمِمَّا هُوَ مُقَرَّرٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ أَنَّهُ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) حَيٌّ يرزق مُمتّعٍ بجميع الملاذِ والعبادات غير أنه حجب عن أبصار القاصرين عن شريف المقامات

(مراقى الفلاح، كتاب الحج، فصل فى زيارة النبى على سبيل الاختصار تبعاً لما قال فى الاختيار، صفحہ ۲۷۲، مطبوعہ دار الكتب العلمية، بيروت)

کہ ’’آئمہ دین وعلمائے محققین کے نزدیک محقَّق مسئلہ یہ ہے کہ حضور رحمتِ مجسم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ زندہ ہیں، آپ کو رزق دیا جاتا ہے، اور تمام

لذیذ چیزوں سے آپ تمتع فرماتے ہیں"

☆اور "طحطاوی علی المراقی"، ص۳۲۴ میں ہے:

هُوَ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) حَيٌّ يرزَق، ويتنعَمُ بسائِرِ المَلاذِ، وَالعبادَاتِ و كَذَاسَائرِالأنبياء عليهم الصلاة والسَّلام

(حَاشِيَةُ الطَّحطَاوی علی مَراقی الفَلاح شرح نورالايضَاح، كتاب الصلاة، صفحہ۵۹۱، مطبوعہ دارالكتب العلمية، بيروت)

کہ "آپ زندہ ہیں اور ہر لذیذ چیز سے لذت یاب ہوتے ہیں"۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰى وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ۔

الجواب۵:

غلط و باطل ہے، نبوت ختم ہو چکی، اب کوئی نبوت کے مرتبہ پر پہنچ ہی نہیں سکتا، اور جو مرتبۂ نبوت پر پہنچنے کا دعویٰ کرے، وہ کافر ہے۔ اس پر توبہ فرض ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ نبوت ریاضت وعبادت سے حاصل نہیں ہوتی، وہ اللہ تعالیٰ کا فضل وعطیہ ہے۔ **وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَم۔**

الجواب٦:

☆فاتحہ ایصالِ ثواب سے میّت کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے۔ خود امام الوہابیہ ہند اسماعیل دہلوی نے "صراطِ مستقیم"، ص۵۳ میں لکھا کہ:

اموات را بِلاریب ثوابِ عباداتِ اَحیامیرسد

((ترجمہ: "زندوں کی عبادت کا ثواب......مُردوں کو پہنچتا ہے"))

(صراط مستقیم، فارسی، باب دُوم، فصل اول، افادہ:٦، صفحہ۵۳، مطبوعہ المکتبۃ

السلفیۃ، شیش محل روڈ، لاہور۔ ایضاً، اُردوترجمہ:صفحہ۳۷، ادارہ نشریاتِ اسلام، اُردوبازار، لاہور۔ ایضاً، اُردوترجمہ، صفحہ۱۰۷، مطبوعہ اسلامی اکادمی، ۴۰-اُردو بازار، لاہور)

☆اور ص۶۴ میں لکھا کہ:

ونہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام وفاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنٰی بہتروافضل۔

((ترجمہ: ''اور یہ بھی گمان نہ کریں کہ فوت شُدہ لوگوں کو طعام سے فائدہ پہنچانا اوران کی فاتحہ خوانی ٹھیک نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ کام تو بہت بہتر اورافضل ہے''))

(صراط مستقیم، فارسی، باب دُوُم، فصل اول، افادہ:۶، صفحہ۶۴، مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڈ، لاہور۔ ایضاً، اُردوترجمہ:صفحہ۸۹، ادارہ نشریاتِ اسلام، اُردوبازار، لاہور۔ ایضاً، صفحہ۱۲۷، مطبوعہ اسلامی اکادمی، ۴۰۔اُردوبازار، لاہور)

اور تفصیل کے لیے رسائل ''**الاقوال اللامعہ**'' اور ''اولیائے کرام کی نذرو نیاز'' اور ''بخشائشِ عزیزاں'' اور ''سبیل وطعام نذرونیازِ حسین'' کو دیکھیے۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُہٗ اَعْلم ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

مسئلہ(۲):

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں جوحسبِ ذیل ہے۔

میں دستخط کنندہ یوسُف ولی محمد کا نکاح رابعہ بائی بنت مصطفٰی میاں سے آج سے تین سال قبل شہر بمبئی میں ہوا، اور رابعہ بائی بنتِ مصطفٰی میاں کے بطن سے دولڑکیاں ہیں۔ رابعہ بائی ڈیڑھ سال قبل مجھ سے جھگڑا کر کے اپنے میکے چلی گئی، ۱۵روز کے بعد میں اپنی بیوی کو لینے سُسرال گیا، میں جس وقت سُسرال گیا، نشہ میں تھا، میری بیوی آنے کے لیے تیارتھی، لیکن میری ساس اور سُسر بھیجنے کے لیے ناراض تھے۔

میرے اور سُسر کے درمیان کچھ تُو تُو ، میں میں ہوگئی، اس وقت میری زبان سے یہ الفاظ نکلے، اگر آپ اپنی لڑکی کو نہیں بھیجیں گے تو میں طلاق دے دوں گا۔ تحریر فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

یوسُف ولی محمد، جاملی محلّہ، بمبئی نمبر۳۔

الجواب: اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب۔

برتقدیرِ صدقِ سائل، بحکمِ شرعِ مطہر طلاق نہیں ہوئی۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ حضور پُر نور سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بھی بہت سی غلطیاں اور بھولیں ہوئی ہیں۔ اس کی دلیل بھی یہ دیتا ہے کہ وہ انسان تھے (مَعَاذَاللّٰہ) اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟۔ (اسحاق ابراہیم کھتری قادری رضوی حشمتی، راناواوَ)

الجواب: اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب:

شخصِ مذکور چھپا ہوا بد مذہب وبد دین ومنکرِ قرآنِ کریم ہے، سُنّی مسلمانوں کو اس سے بچنا، دُور رہنا ضروری ہے۔ حضورِ اقدس سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نبی الانبیاء، رسولوں کے امام، محبوبانِ خدا کے سرور وسردار، رحمۃً للعالمین، خلیفۂ اعظم ربُّ العالمین ہیں۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

☆ خصائص کے علاوہ نبی کے قول وفعل کی پیروی اُمت پر ضروری ہے کہ فرمایا:

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (اَلنُّوْر:۵۴)

((ترجمہ کَنْزُالایمان: ’’حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا‘‘۔))

تو اُمّت کو غلطیوں کی پیروی بھی ضروری ہوئی، تو یہ ایمان واِسلام ہوا یا گمراہی وبددینی؟۔

☆ارشادِقدس ہے:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَفَوْزًا عَظِیْمًا (اَلْاَحْزَاب:۷۱)

((ترجمہ کَنزُالایمان: ’’اور جو اللہ اوراس کے رسول کی فرمانبرداری کرے،اس نے بڑی کامیابی پائی‘‘))

یہ فوزِعظیم ہے۔اورحضورِانور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی میں ہی ہدایت ہے۔

☆فرماتا ہے:

وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا (اَلنُّوْر:۵۴)۔

((ترجمہ کَنزُالایمان: ’’اوراگررسول کی فرمانبرداری کروگے،راہ پاؤگے‘‘))

حضورِاقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اِطاعت،خُدا کی اطاعت ہے۔

☆فرماتا ہے:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (اَلنِّسَآء:۸۰)۔

((ترجمہ کَنزُالایمان: ’’جس نے رسول کاحکم مانا،بےشک اس نے اللہ کاحکم مانا‘‘))

اورحضورِاکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی کرنے سے ہی اللہ تعالیٰ کی رِضاحاصل ہوتی ہے۔اوراسی کے نتیجہ میں محبوبیتِ الٰہیہ کا تاج وخلعت عطاہوتا ہے۔

☆ارشادِعالی ہے:

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (اٰلِ عِمْرَان:۳۱)

((ترجمہ کنزُالایمان: ''اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو، تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ، اللہ تمھیں دوست رکھے گا''))

اور حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اقوال وافعال اُمت کے لیے اُسوۂ حسنہ وسُنّتِ نبویہ ٹھہرے۔

☆ ارشادِ عالی: لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ

(اَلۡاَحۡزَاب:۲۱)

((ترجمہ کنزُالایمان: ''بے شک تمھیں رسولُ اللہ کی پیروی بہتر ہے''))۔

یہ آیات وامثالھا سے شخصِ مذکور کے عقیدے پر یہ ثابت ہوا کہ رسول کی غلطیوں کی پیروی میں خدا کی رضا ہے، اس میں ہدایت ونجات وفلاح وفوزِ عظیم ہے۔ اور وہ غلطیاں اُمت کے لیے اُسوۂ حَسَنہ اور سُنَّتِ رَسول ہیں (مَعَاذَاللّٰہ) نبی کی بعثت ہی اس لیے ہے کہ وہ سب کا مطاع ہو اور سب اس کے مطیع ومنقاد ہوں۔

☆ ارشادِ باری ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰہِ (اَلنِّسَآء:۶۴)

((ترجمہ کنزُالایمان: ''اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے''۔))

اللہ تعالیٰ کا حکم ہی یہ ہے کہ رسول کی اطاعت کی جائے اور شخصِ مذکور کے نزدیک رسول غلط کار ہیں، تو اللہ تعالیٰ پر فتویٰ ہوگا کہ اس نے ''غلط کار'' کو رسول بنایا، پھر اس کی پوری پوری پیروی کا حکم دیا۔ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡہُ ۔ یہ گندہ عقیدہ مودودی وہابی نے اور تھانوی ومحمود حسن دیوبندی وعاشق اِلٰہی میرٹھی وفتح محمد جالندھری ومرزا حیرت وڈپٹی

نذیر احمد وغیرھم نے پھیلایا کہ ان لوگوں نے قرآن کے ترجمے میں لکھ مارا کہ رسول، ''خطا کار''، ''خطاوار''، ''قصوروار''، ''گنہگار'' ہیں۔ **معاذاللّٰہ** ۔ دیکھو کتاب **مُسمّٰی** بنامِ تاریخی ''دیوبندی ترجموں کا آپریشن''۔

وَاللّٰہُ تعالٰی وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم ۔ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دِین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل میں کہ زید جو اپنے آپ کو تعلیم یافتہ اور ادیب، فاضل بتاتا ہے، کہتا ہے کہ کافر ومشرک کو، چاہے وہ بُت کو یا سورج کو پوجتے ہوں، انہیں کافر کہنا جائز نہیں۔ دلیل میں بتاتا ہے کہ کیا معلوم مَرتے وقت وہ کلمہ پڑھیں، اسی طرح رشید احمد گنگوہی، اشرفعلی تھانوی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھی وغیرھم کو بھی کافر ومرتد کہنے سے اپنے آپ کو روکتا ہے، اس کی دلیل یہ بتاتا ہے کہ شاید ان کو مَرتے وقت کلمہ نصیب ہوا ہو، اب سوال یہ ہے کہ اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے۔ **بَیِّنُوْا بِالْکِتَاب توجروا یوم الحساب**۔ (اسحاق ابراہیم کھتری، راناواؤ)

الجواب: اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَاب:

زید احکامِ شرعیہ سے جاہل اور گمراہ وگمراہ گر ہے۔ اگر واقف ہے تو سخت قسم کا وہابی دیوبندی ہے، کیونکہ جس طرح مسلمان کو مسلمان سمجھنا ضروری ہے اسی طرح کافر کو کافر سمجھنا ضروری ہے، جب تک کفر میں ہے کافر ہے، جب توبہ کرے گا تو مسلمان کہا جائے گا، زید کی دلیل تو خود یہیں پر ختم ہو جاتی ہے کہ وہ خود کو مسلمان بتاتا ہے، حالانکہ ممکن ہے وہ مَرتے وقت کفر کر کے کافر مَرے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ نہ مسلمان کو مسلمان کہو، نہ کافر کو کافر کہو۔ **مُعَاذَاللّٰہ**۔ اور ظاہر ہے کہ جو مسلمان کو مسلمان نہ سمجھے، وہ بھی اِسلام سے خارج اور جو کافر کو کافر نہ سمجھے وہ بھی اِسلام سے

خارج۔ اور جو رشید احمد گنگوہی واشرفعلی تھانوی وقاسم نانوتوی وخلیل احمد انبیٹھی اپنے کفریاتِ قطعیہ یقینیہ کی وجہ سے جو ''حفظ الایمان''، ص ۷، ص ۸ و ''براہینِ قاطعہ'' ص ۵۱، وفوٹو ''فتوائے گنگوہی'' و ''تحذیر الناس'' ص ۳ وص ۱۴ وص ۲۸ میں مندرج ہیں ان کی بنا پر کافر ومرتد ہیں۔ ان طواغیتِ اربعہ وہابیہ دیوبندیہ کے کفریاتِ قطعیّہ کی توشہرت ہے، لیکن کفریاتِ سے توبہ کی کوئی خبر نہیں، پھر کفر سے کیونکر پیچھا چُھڑائے گا؟۔ زید مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا کہتا ہے؟ کیا وہ بھی مرتد نہیں؟ اور اگر مرتد کہتا ہے تو وہاں توبہ کا احتمال کیوں نہیں نکالتا؟ اور اگر مرزا کو بھی مسلمان مانتا ہے تو خود وہابیوں دیوبندیوں، موڈودیوں، احراریوں کے فتووں سے کافرمُرتد ہے۔ بہرحال زید مذکور سے سُنّیوں کودُور نفور رہنا ضروری ہے، اکابرِ وہابیہ دیوبندیہ نے تو قرآن کے نام نہاد ترجموں میں کفریات بھر دیے ہیں، خدا تعالیٰ کو ''بےعلم'' اور ''مکر کرنے والا''، ''چال چلنے والا''، ''داؤں چلنے والا''، ''فریب کرنے والا''، ''دھوکہ دینے والا'' لکھ دیا۔ اور حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کو ''پرانا غلط کار''، ''پرانا وہمی'' اور ''پرانا خبطی'' لکھا۔ اور حضورِ اکرم واقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ''خطا کار''، ''قصوروار''، ''گنہگار''، ''بے راہ''، ''گمراہ'' لکھ ڈالا۔ اور حد یہ کہ ''معمولی اِنسان'' اور ''غیر مہذب'' اور ''ایمان سے بے خبر'' (کورا) بھی لکھ دیا۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔ دیکھیے ''دیوبندی ترجموں کا آپریشن''۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمْ ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وبارك وَسَلَّمَ۔

(منقول از۔ :ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف۔ بابت ماہِ اکتوبر ۱۹۶۱ء)

نوٹ: متن میں جو تراجم راقم نے شامل کیے ہیں ان کو ڈبل قوسین (( )) میں درج کیا ہے تا کہ اصل سے امتیاز رہے۔ (میثم قادِری)

قسط:۱

مولوی اِلیاس گھمن پر دیوبندی علما اور سابقہ اہلیہ کی طرف سے لگائی گئی سیاہی کو دھونے کی ناکام کوشش

میثم عباس قادِری رضوی

قارئین کرام! دیوبندی فرقہ کی جانب سے آئے روز حضور پُرنور، اعلیٰ حضرت، اِمامِ اہلِ سنت، مجددِ اعظم، اِمام، علامہ مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ذاتِ بابرکات کے خلاف دجل وفریب کا مظاہرہ کر کے کیچڑ اُچھالا جاتا ہے، جس کی وجہ آپ کی ذاتِ والاصفات سے بدمذہبوں بالخصوص فرقۂ وہابیہ کی دونوں شاخوں یعنی ''غیر مقلدین'' اور ''دیابنہ'' کو پہنچنے والی وہ علمی ضربیں ہیں جن کے اَثر سے ان کی فلک شگاف چیخیں ابھی بھی دیوبند سے نجد تک سنائی دیتی ہیں اور رہتی دُنیا تک سُنائی دیتی رہیں گی۔ اسی سلسلۂ دجل وفریب کو جاری رکھتے ہوئے اکذب الکاذبین، مکارِ زمانہ، دجل وفریب میں منفرد، بوقتِ مواخذہ اپنی ہی لکھی ہوئی بات سے مکر جانے والے ساجد خان دیوبندی نے کچھ سال سے یہ تشہیر شروع کر رکھی تھی کہ اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے خلاف میری ضخیم کتاب تیار ہو رہی ہے۔ راقم نے متعدد بار جب یہ اعلان دیکھا تو رَدِّ عمل کے طور پر خیال آیا کہ ساجد خان دیوبندی کے پیشوا مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی علمی حیثیت، موصوف کے خلاف دیوبندی علما کے بیانات اور ان کی سابقہ اہلیہ کے اِنکشافاتی خط پر مشتمل مواد کو ایک کتاب کی صورت میں ترتیب دیا جائے تا کہ

دیوبندیوں کو آئینہ دِکھایا جاسکے۔ یوں راقم نے اپنی دیگر علمی مصروفیات کے ساتھ ساتھ کتاب ’’مولوی الیاس گھمن دیوبندی، اپنے کردار کے آئینے میں‘‘ پر بھی کام شروع کردیا، اور بالآخر کچھ عرصہ میں کتاب کا پہلا حصہ مکمل ہوا، اور اِشاعت کے لیے پریس روانہ کردیا۔ جب یہ کتاب شائع ہوکر آئی تو مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے عقیدت مند دیوبندی کیمپ میں آگ بھڑک اُٹھی اور افراتفری پھیل گئی۔ اعلان ہونے لگے کہ اس کتاب کا جواب لکھا جارہا ہے اور جلد شائع ہوجائے گا۔ پھر جب اس کا جواب منظرِ عام پر آیا تو دیکھا کہ ’’دوست محمد قندھاری‘‘ کے پردے میں چُھپا اس کا بدذات گالی باز مؤلف ساجد خان دیوبندی راقم کی کتاب کے متعدد مقامات کا جواب دینے سے عاجز رہا ہے، جو کہ مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے اُصول سے اس کی شکست کی دلیل ہے۔ کتاب کو دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ پریس میں شائع نہیں ہوئی، بلکہ پرنٹر سے اس کا پرنٹ نکال کر جلد بندی کی گئی ہے، اس بات کی تصدیق کراچی کے ایک دیوبندی کتب خانے والے نے بھی کی ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ مولوی الیاس گھمن کے متعلق راقم کی کتاب کے جواب کے لیے دیوبندی مسلک سے کوئی بندہ بھی اپنے اصلی نام کے ساتھ سامنے سے آنے کے لیے تیار نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ساجد خان دیوبندی (جس نے ماضی میں مولوی الیاس گھمن کے دفاع میں ویڈیو ریکارڈ کروائی تھی، وہ) بھی اب کی بار اپنے ممدوح کے دفاع اور راقم کی کتاب کے جواب کے لیے اپنے اصلی نام سے سامنے آنے کی جرأت کرنے کے بجائے ’’دوست محمد قندھاری‘‘ کے فرضی نام سے سامنے آیا، تا کہ گنجائشِ انکار باقی رہے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے ایک مطالبہ:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے ہمارا مطالبہ ہے کہ آپ کے دفاع میں ’’دوست محمد قندھاری‘‘ کے نام سے کتاب ’’متکلم اِسلام حضرت مولانا محمد الیاس

گھمن پر اِلزامات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' شائع ہوئی ہے، کیا آپ اس کتاب کے مندرجات سے مکمل طور پر متفق ہیں؟۔

راقم کے اعتراضات کے جواب میں دُشنام باز دیوبندی ٹولے کی جانب سے اب تک شائع ہونے والی تحریرات کو دیکھا جائے تو وہ جوابات گالی نامے کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔ان گالی ناموں کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ واقعی ان دیوبندیوں کی دُم پر پاؤں رکھ دیا گیا ہے، جس کے رَدِ عمل میں یہ ایسا کرتے ہیں۔ہمیں گالیاں دے کر یہ ''دُشنام باز'' اپنے فرقہ کے سنجیدہ مزاج رکھنے والے دیوبندیوں کو ہی مطمئن نہیں کر سکتے۔ اس کتاب میں گالیوں کی بہتات دیکھ کر لگتا ہے کہ دیوبند کا گٹر اُبل گیا ہے، جس کے تعفُّن کی بدبو ہر طرف پھیل گئی ہے۔ مجھے اس موقع پر مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کا وہ شکوہ یاد آ گیا، جس میں اُنہوں نے مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی اور ان کے ہمنوا دیوبندی علما سے کہا تھا کہ:

> ''جو عربی مدارس کے طلبا آپ کے شاگرد آپ کے مرید اور دینی ماحول بلکہ مرکزِ دین و اخلاق میں تربیت پانے والے ہیں، ذرا اُدھر بھی تو دیکھئے کہ اُنہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے طلبا نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کیے ہیں، جن میں ہم کو ابو جہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ آپ حضرات نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا تھا؟ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دارالعلوم کے تمام مدرسین، مہتمم اور مفتی سمیت (باستثناء ایک دو کے) بالواسطہ یا بلا واسطہ مجھ سے نسبتِ تلمُّذ رکھتے تھے، دارالعلوم کے طلبا نے میرے قتل تک کے حلف اُٹھائے، اور وہ وہ فحش اور گندے مضامین میرے دروازہ میں پھینکے کہ اگر ہماری ماں بہنوں کی نظر پڑ جاتی تو ہماری

آنکھیں شرم سے جُھک جاتیں، کیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پرملامت کا کوئی جملہ کہا؟ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے لوگ ان کمینہ حرکات پرخوش ہوتے تھے، ''حریت اخبار دہلی'' آج کل جومیری ذاتیات پرنہایت رکیک مضامین لکھ رہا ہے، کیا آپ حضرات میں سے کسی نے بیزاری کا اظہار کیا؟ اس پرسب کی آنکھیں شرم سے جھکیں ہوئی تھیں''۔

اس کے کچھ سطر بعد مولوی شبیرعثمانی دیوبندی نے مولوی حسین احمدمدنی دیوبندی اورمولوی حفظ الرحمان دیوبندی اوران کے ہمنواؤں کومخاطب کرکے ان کی مجرمانہ خاموشی پران الفاظ میں شکوہ کیا:

''آپ حضرات نے کبھی اس قسم کی چیزوں سے جو ہمارے متعلق کہی گئی، اظہارِبیزاری نہیں کیا، نہ کسی پرملامت کی''

(مکالمۃُ الصَّدرَین صفحہ۲۱مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند، ضلع سہارنپور)

☆ یہی بات مولوی شبیرعثمانی دیوبندی نے اپنے مکتوب بنام مولوی منظورنعمانی دیوبندی میں اِن الفاظ میں کہی ہے:

''لیکن دارالعلوم ((دیوبند)) کے طلبہ نے اس شخص ((یعنی شبیرعثمانی دیوبندی)) کے حق میں وہ حرکات کیں جو اِدارے کا صدراوران کے اکثر اُستادوں کا بِلا واسطہ یابالواسطہ اُستاد تھا، فُحش اورگندی گالیاں لکھ لکھ کر بھیجیں، جوبازاری لوگ بھی استعمال نہیں کرسکتے، کارٹون بنا کر لگائے، جنازے نکالے، اس پرلکھا کہ ابوجہل کا جنازہ جارہا ہے، نعروں کا توذکرہی کیا۔ پندرہ طلبہ نے قتل کے حلف اُٹھائے، محلّہ کی مسجد کے اندردیوار پرلکھا کہ اس مسجد میں نماز جائزنہیں کیونکہ فلاں شخص اس میں

نماز پڑھتا ہے۔ نیچی داڑھیوں اور لمبے کُرتوں کا مذاق اُڑایا، ان حرکات کو دیکھ کر ((دارالعلوم دیوبند کے)) بہت سے اُستاد اور ذمہ دار خوش ہوتے تھے، اور ایسے نالائق مفسدوں کی پُر زور حمایت وہاں ((دارالعلوم دیوبند)) کی سب سے بڑی ذمہ دار مجلس نے برملا کی، جس کے ایک رُکن اب آپ بھی ہیں، کسی کی زبان سے حرفِ ملامت نہ نکلا، حالانکہ وہ ان کے کنٹرول میں تھے''

(انوارِ عثمانی صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ مکتبۂ اسلامیہ، مولوی مسافر خانہ، بندر روڈ، کراچی۔ مرتّب مولوی انوار الحسن شیرکوٹی دیوبندی۔ ایضاً صفحہ ۱۸۷، ۱۸۸ مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم، کراچی۔ جدید اشاعت اکتوبر ۲۰۱۳ء)

''مکالمۃ الصدرین'' اور ''انوارِ عثمانی'' کے حوالے سے نقل کیے گئے ان دو اقتباسات سے قارئین کو معلوم ہو گیا کہ

۱- دیوبندی فرقہ کے مرکز میں پڑھنے والے طلبہ نے اپنے فرقہ کے ''شیخ الاسلام'' مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کو ایسی فُحش گالیاں دیں جو بازاری لوگ بھی نہ دے سکیں۔

۲- دارالعلوم دیوبند کے طلبہ کی جانب سے مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کو قتل کرنے کے حلف اُٹھائے گئے۔

۳- دارُالعلوم دیوبند کے طلبہ نے مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کے خلاف ہر طرح کی نیچ حرکت کی، جو کوئی گھٹیا سے گھٹیا اِنسان بھی شاید نہ کر سکے۔

۴- دارُالعلوم دیوبند کے اہم ذمہ دار اپنے دیوبندی طلبہ کی اِن ذلیل حرکات کی پُشت پناہی اور ان پر خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے طلبہ کو ان بدتمیزیوں سے نہیں روکا۔

ساجد خان دیوبندی کی جانب سے دی جانے والی گالیوں پر ہم کہتے ہیں کہ جب دیوبندی فرقہ کے مرکزی دارُالعلوم کے طلبہ اوران کے پشت پناہ دیوبندی اساتذہ کے شر سے ان کا اپنا مزعومہ ''شیخ الاسلام مولوی شبیر عثمانی دیوبندی'' محفوظ نہیں رہ سکا، تو ہم کس طرح ان کی زبان کے شر سے بچ سکتے ہیں؟۔

گالیاں دے کر اپنی بھڑاس نکالنا، اپنے اکابر کے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش ہے: ساجد خان دیوبندی

☆ مولوی الیاس گھمن کے ناکام وکیلِ صفائی، گالی باز ساجد خان دیوبندی نے اپنی کتاب میں گالیوں کی بوچھاڑ کی ہے، حالانکہ یہی گالی باز اپنی دوسری کتاب میں لکھتا ہے:

''وہ گالیاں دے کر اپنی بھڑاس اور اپنے آبا وَاجداد کے کالے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش تو کر سکتے ہیں''

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ ۳۲۲، مطبوعہ جمعیۃ اَھْلُ السنّۃ والجماعۃ، کراچی۔ طبع اوّل: ۲۰۲۰ء)

لہٰذا ہم بھی کہتے ہیں کہ مولوی الیاس گھمن کے وکیلِ صفائی دوست محمد قندھاری یعنی ساجد خان دیوبندی نے گالیاں دے کر اپنے مؤکل کے کالے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

ساجد خان دیوبندی کی طرف سے گالیاں نکالنے کا اِقرار:

☆ ۷ ادسمبر کو ''محمد حذیفہ راجکوٹی'' نام کی آئی ڈی کی فیس بک پوسٹ بعنوان ''مولانا دبیر رَحِمَہُ اللّٰہ کا فتویٰ'' کے کمنٹس میں اسی پوسٹ پر Irfane Haq نامی آئی ڈی والے ایک دیوبندی نے ساجد خان دیوبندی کو'' گالی باز'' لکھ کر

اس کا ایک کلپ پیش کیا، جس میں موصوف نے کہا ہے کہ:

''سیف الرحمان ارچی ایک نمبر کا لعنتی ملعون تھا......اُس کا اِس وقت جو مناظر ہے ایاز سیفی، اُس کی ماں بہن میں نے فون کال پر ایک کی ہے، وہ بھی نیٹ پر موجود ہے''

اپنے کلپ کے منقولہ بالا حصے کا جواب دیتے ہوئے ساجد خان دیوبندی نے پہلے تو اپنے گالی باز ہونے کا اِقرار کرتے ہوئے لکھا کہ:

''جی یہ گالیاں میں نے حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی سوانح سے سیکھی ہیں، کیونکہ حضرت شاہ جی کی ناخلف اولاد نے حضرت شورش کشمیری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی جو سوانح حضرت شاہ جی پر چھاپی ہے، اس میں ہے کہ ساتھیوں کو تنگ کرنے پر مادر خواہر ماں بہن کی گالیاں دیتے۔ حوالہ اس وعدے پر میرے ذمہ کہ شاہ جی کے خلاف مضمون لال کرتی رسالے میں شائع کیا جائے۔ اس کے علاوہ ابوبکر صدیقؓ سے بخاری میں یہ الفاظ ہیں: امصص بذر اللات ۔ ''لات کی فرج چوس''۔ باقی کے لیے والسلام''

(ساجد خان دیوبندی کے اس کمنٹ کا سکرین شاٹ محفوظ ہے)

یہاں ساجد خان دیوبندی نے گالی باز کا جواب دیتے ہوئے واضح طور پر یہ لکھا ہے کہ یہ گالیاں اُس نے اپنے امیرِ شریعت مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی کی سوانح سے سیکھی ہیں۔

اس کے بعد اگلے کمینٹ میں ساجد خان دیوبندی نے اپنی نکالی گئی گالی (کہ ''اُس کی ماں بہن میں نے فون کال پر ایک کردی ہے'') کا جواب دیتے ہوئے مزید لکھا کہ:

''کسی کی ماں بہن ایک کرنا واللہ میرے علم میں نہیں کہ یہ گالی ہے، البتہ اس کو ذم کے طور پر سمجھتا ہوں کہ ''کسی کی حالت بُری کر دینا''۔ اسی معنی میں مَیں نے اس کو استعمال کیا ہے''۔

اس اقتباس کو سامنے رکھتے ہوئے یوں سمجھیے کہ راقم کے اس جواب میں ساجد خان دیوبندی کی جو بُری حالت کی جارہی ہے، اُسے ساجد خان کے الفاظ میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ: ''اس جواب میں ساجد خان کی ماں بہن ایک کی جارہی ہے''۔

دیوبندی عالم حافظ عبیداللہ کی طرف ساجد خان دیوبندی کی صفاتِ رذیلہ کا بیان:

☆ دیوبندی مسلک سے تعلق رکھنے والے حافظ عبیداللہ (ابن ابوریحان عبدالغفور سیالکوٹی) نے ساجد خان دیوبندی کے خلاف ''**مشہور گالی باز و بدزبان، نام نہاد مناظر ساجد خان نقشبندی کی گستاخیاں، جہالتیں اور خیانتیں**'' کے نام سے پانچ حصوں میں مقالہ لکھ کر انٹرنیٹ پر شائع کیا ہے۔ اس مقالہ میں پہلے حدیث شریف کی روشنی میں کذب بیانی اور بدزبانی کو منافق کی علامات میں سے بتایا گیا ہے، اور پھر ثابت کیا گیا ہے کہ ساجد خان دیوبندی ان صفات کا حامل ہے۔ اس کتاب سے ساجد خان دیوبندی کے بارے میں چند اقتباسات ملاحظہ کیجیے:

(۱) ''شاید یہ قُربِ قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے کہ آج کل جو سب سے بڑا گالی باز ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو ''مناظرِ اسلام'' لکھنا شروع کر دیتا ہے''
(کتابِ مذکور، صفحہ ۴)

(۲) ''اہلِ علم پر یہ بات بھی مخفی نہیں کہ اہلِ باطل کی یہ عادت ہے کہ جب وہ دلائل

کا جواب دلائل سے دینے سے عاجز آ جاتے ہیں تو پھر وہ گالی گلوچ اور دھمکیوں پر آ جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی اپنے آپ کو توپ قسم کی چیز سمجھنے والے گالی باز مناظر نے کسی اور کے ساتھ میرے علمی اختلاف کے ردعمل میں مجھے بھی ''شیطان کا گندہ نطفہ'' کی گالی دی۔حالانکہ نہ اس بدزبان کے ساتھ ہماری کوئی بحث چل رہی تھی اور نہ ہی یہ ہمارا مخاطب تھا اور نہ ہمارا اس کے ساتھ کوئی مکالمہ ہو رہا تھا'' (کتابِ مذکور، صفحہ۵)

(۳) ''وہ کہتے ہیں ناں کہ ''برتن کے اندر جو ہوتا ہے وہی چھلکتا ہے''۔(والذی خبث لایخرج الانکداً)، اس شخص نے سمجھا کہ یہ واقعی کوئی مافوق الفطرت چیز ہے، جس کا کوئی منہ بند نہیں کروا سکتا، تو اس نے پھر ہمیں گالی دی، تو اس بدزبان کو جھنجھوڑنے کے لیے اور اسے اس کی اوقات یاد کروانے کے لیے اب یہ ضروری تھا کہ اس کا مبلغِ علم سامنے لایا جائے، تاکہ آنکھیں بند کر کے اسے ''مناظرِ اِسلام'' اور ''ترجمان علماءِ دیوبند'' سمجھنے والے سادہ لوح لوگ خود تحقیق کریں اور فیصلہ کریں کہ کیا یہ شخص مسلکِ دیوبند کا ترجمان ہے؟ اور یہ شخص جو اپنے آپ کو دارالعلوم کراچی جیسی معروف درسگاہ......کا فاضل لکھتا ہے، کیا یہ اس ادارے کی بدنامی کا سبب نہیں بن رہا؟'' (کتابِ مذکور، صفحہ۵)

(۴) ''یہ ''ساجد نقشبندی'' نام کا شخص ان لوگوں میں سے ہے جنہیں اپنے علم پر کچھ زیادہ ہی گھمنڈ ہوتا ہے، جسے علم کا ہیضہ کہا جائے تو مناسب ہے، ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ ہرفن مولیٰ ہیں، وہ ہر موضوع پر اپنی تحقیق بکھیرتے نظر آتے ہیں اور یوں اپنی جہالت خود دُنیا کے سامنے واضح کرتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ ان کا کام دوسرے لوگوں پر طعن وتشنیع اور گالی گلوچ ہوتا ہے، اور دوسروں کو اسی بات پر کوستے ہیں جس کے مرتکب وہ خود ہوتے ہیں، خود وہی کام کرتے ہیں

جس کام کی نسبت دوسروں کی طرف کر کے انہیں سب وشتم کا نشانہ بناتے ہیں‘‘

(کتابِ مذکور،صفحہ۶)

(۵) ’’ہم علمی مکالمے پر یقین رکھتے ہیں، آپ کو اگر کسی کی تحقیق سے اختلاف ہے یا کسی کو آپ کی کسی بات سے اختلاف ہے تو اس اختلاف کو علمی اختلاف ہی رہنے دینا چاہیے، اسے ذاتی دشمنی نہیں بنانا چاہیے۔ دلائل کا جواب دلائل سے دیں، یہ تو اپنی بے بسی اور شکست کا اعتراف ہے کہ کسی کی علمی تنقید کے جواب میں قلم میں سیاہی کے بجائے بارود بھر کر گالیوں کی گولیاں برسائی جائیں۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ہم ’’علاج بالمثل‘‘ کے طریقے پر عمل کریں، یعنی جن باتوں کو بنیاد بنا کر یہ گالی باز مناظر دوسروں پر کیچڑ اُچھالتا ہے، ہم بتائیں گے کہ ویسی ہی باتوں کا وہ خود مرتکب ہوا ہے‘‘۔(کتابِ مذکور،صفحہ۶،۷)

(۶) ’’نوٹ: اس رسالے میں ہمارا مقصد صرف اور صرف گالی باز مناظر ساجد خان نقشبندی کی تحریرات کی روشنی میں صحابہ کرام، بزرگانِ کرام، علماءِ کرام، کی شان میں کی گئی گستاخیوں، اس گالی باز کی تاریخی جہالتوں اور حوالوں میں کی گئی خیانت کو آشکار کرنا ہے، کسی قسم کے تاریخی واقعہ پر بحث کرنا یا کسی روایت پر مکالمہ کرنا نہیں۔ لہٰذا یہ بات ذہن میں رہے، ابھی ہمارا موضوع گالی باز مناظر ساجد نقشبندی ہے‘‘۔ (کتابِ مذکور،صفحہ۷)

(۶) ’’یہ گالی باز نام نہاد مناظر اپنے مناظرانہ ہیر پھیر اور داؤ پیچ سے کسی کی بھی عبارت میں قطع وبرید کر کے، خود ہی صغرے کبرے جوڑ کر، من پسند مفہوم نکال کر فتوے بازی کرنے کا ماہر ہے‘‘۔(کتابِ مذکور،صفحہ۸)

نوٹ: اس کتاب کے باقی اقتباسات بعد میں پیش کیے جائیں گے۔

ان اقتباسات سے ثابت ہوا کہ مولوی حافظ عبیداللہ دیوبندی نے ساجد خان

دیوبندی کو

(۱) کذاب

(۲) بڑا گالی باز، بدزبان

(۳) علم کے ہیضہ کا شکار

(۴) اپنے مادرِ علمی کی بدنامی کا باعث

(۵) جس کام کا اِرتکاب خود کرتا ہے، دوسروں کو اسی کام پر کوسنے والا

(۶) صحابۂ کرام، بزرگانِ دین اور علمائے کرام کا گستاخ

(۷) تاریخ سے جاہل

(۸) خائن

(۹) ہیر پھیر اور قطع برید کرنے والا

(۱۰) صغرے کبرے ملا کر من پسند مفہوم نکال کر فتوے بازی کرنے والا شخص قرار دیا ہے۔ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

گالیاں اور علمائے دیوبند:

مولوی یعقوب نانوتوی دیوبندی کی گالیوں سے رغبت:

☆ مولوی یعقوب نانوتوی دیوبندی کے بارے میں دیوبندی مذہب کی مستند کتاب میں لکھا ہے کہ:

''ہر فن کا ان کو شوق تھا، یہاں تک کہ فرماتے تھے کہ میاں! اگر گالیوں کی کتاب بھی ہو، تو اس کو بھی دیکھ لینا چاہیے اور کچھ نہیں تو دو چار گالیاں ہی یاد ہو جائیں گی''۔

(قصص الاکابر، صفحہ ۱۶۰، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیۃ، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور

روڈ، لاہور۔ اکابر علماءِ دیوبند، سوانح، صفحہ۳۴، مطبوعہ اِدارہ اِسلامیات، ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور)

نوٹ: ''قصص الاکابر'' کی ثقاہت کے بارے میں ''عرضِ ناشر'' میں عبدالدیان سلیمی (مدرِّس جامعہ اشرفیہ، ناظم دفتر مجلس صیانۃ المسلمین، لاہور) نے لکھا ہے کہ:

''حضرت تھانوی قُدِّسَ سِرُّہٗ الْعَزِیْز کے منتسبین میں سے ایک بزرگ جناب شہاب الدینؒ نے حضرت کے مواعظ وملفوظات میں سے اور کچھ اپنی یاد سے اکابرِ سلسلہ کی حکایات جمع فرمائیں اوراس مجموعہ کو حضرتؒ کی نظرِ اصلاحی سے بھی گزارلیا گیا''

(قصص الاکابر، صفحہ۶، ۷، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیۃ، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور)

معلوم ہوا کہ ''قصص الاکابر'' دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرفعلی تھانوی کی مصدقہ کتاب ہے۔

مولوی عبیداللہ سندھی دیوبندی کا گالیاں دینا:

☆ مولوی امین اوکاڑوی دیوبندی کے خطبات میں لکھا ہے کہ:

''ایک دفعہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ بیٹھے ہوئے تھے، دوتین عالمِ دین آئے، مولانا نے ان کو گالیاں دینی شروع کردیں۔ مولانا گالیاں دے رہے ہیں اوروہ آگے سے ''جی، جی'' کررہے ہیں اورزبانیں خشک ہورہی ہیں، ذرّہ بھراَدب میں فرق نہیں آیا، میں بیٹھا دیکھ رہا تھا، میں نے سوچا کہ یہ ہے علمائے دیوبند کا حال''۔

(خطباتِ صفدر، جلد۲، صفحہ۸۲، ۸۳، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ، لاہور)

مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی کی طرف سے ماں بہن کی گالیاں:

☆ دیوبندیوں کے مجاہدِ ختم نبوت شورش کشمیری نے مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''شاہ جی (یعنی عطاء اللہ شاہ بخاری از ناقل) اِتنے غصے میں آئے کہ مادر و خواہر کی مغلظات تک سُنا دیں''

(سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، سوانح وافکار، صفحہ ۸۵، مطبوعہ مطبوعاتِ چٹان، ۸۸۔ میکلوڈ روڈ، لاہور)

مولوی خضر حیات دیوبندی کی جانب مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی کے خلاف گالیوں کی بوچھاڑ:

☆ مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی نے دیوبندی مناظر مولوی خضر حیات دیوبندی کی کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''صد افسوس کہ جب ''الفتح المبین'' ہمیں موصول ہوئی، تو اس میں علم و تحقیق نام کی کوئی چیز نہ تھی، البتہ مؤلف کتاب نے ہر ہر صفحے پر گالیوں کا ایسا ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ اب بے حیا، بے ضمیر، جگت باز اور سطحی قسم کے لوگوں کو احساسِ تشنگی نہیں رہے گا۔ ہم ان گالیوں کا جواب دینے سے عاجز ہیں''۔

(تَنبِیهُ النَّاسِ علٰی شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاس، صفحہ ۹، ۱۰، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، کھاڑک، ملتان)

معلوم ہوا کہ مولوی الیاس گھمن کے دفاع پر مشتمل کتاب میں ساجد خان دیوبندی کی طرف سے ہمیں گالیاں دے کر علمائے دیوبند کی سنت پر عمل کیا گیا ہے۔

دفاعِ الیاس گھمن کا اصل مصنف ساجد خان دیوبندی ہے:

مولوی الیاس گھمن کے دفاع کا مطالعہ کرنے والے قارئین کے ذہن میں یہ سوال ضرور گردش کررہا ہوگا کہ مولوی الیاس گھمن کے ناکام دفاع پر مشتمل کتاب پر مؤلف کا نام ''دوست محمد قندھاری'' لکھا ہے، لیکن یہاں مخاطب ساجد خان دیوبندی کو کیا جارہا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ''دوست محمد قندھاری'' ساجد خان دیوبندی کا فرضی نام ہے، جس پر ہمارے پاس درج ذیل دلائل وشواہد موجود ہیں۔

(۱) ساجد خان دیوبندی کی موجودہ فیس بک آئی ڈی ''ساجد نقشبندی'' سے پہلے اس کی ایک اور فیس بک آئی ڈی تھی، جس میں اس کا نام انگلش میں'' Sajid Naqshbandi'' لکھا تھا۔ اپنی (سابقہ) فیس بک آئی ڈی سے کمنٹ (Comment) کرتے ہوئے اس نے کسی کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بات لکھی تھی (جسے میں نے خود دیکھا تھا اور سکرین شاٹ بھی بنایا تھا) کہ حکیم طارق محمود چغتائی کے رَد پر میری کتاب ''طارق محمود چغتائی کا فتنہ'' پڑھو۔ حالانکہ اس کتاب پر مؤلف کا نام ''دوست محمد قندھاری نقشبندی'' لکھا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ''دوست محمد قندھاری'' کے نام سے کتابیں ساجد خان دیوبندی ہی لکھتا ہے۔

(۲) ساجد خان دیوبندی کی مکاری دیکھیے کہ ایک دن اس نے اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹ ''ساجد نقشبندی'' سے ایک پوسٹ کی، جس میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے دفاع والی کتاب کا ٹائٹل لگا کر ساتھ لکھا تھا کہ:

''اس کتاب کا مطالعہ کسی نے کیا ہے؟ کیسی ہے؟ آج بنوری ٹاؤن سے ایک طالبِ علم لایا ہے، ابھی پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔ مصنف کے بارے

میں کچھ معلومات ہوں تو آگاہ کریں، جزاکم اللّٰہ ۔ پورے ملک میں بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے رابطہ کریں............''

قارئین اس مکار کی مکاری ملاحظہ کریں کہ اس پوسٹ میں اپنی اس کتاب کے ملنے کا پتہ بھی بتادیا، بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے فون نمبر بھی دے دیا، اورلوگوں سے اس کتاب پر تاثرات بھی مانگ لیے۔ اورازراہِ مکاری ساتھ یہ بھی لکھ دیا کہ:
''مصنف کے بارے میں کچھ معلومات ہوں تو آگاہ کریں، جزاکم اللّٰہ'' ۔

حالانکہ کچھ سال قبل اس مکارِزمانہ ساجدخان دیوبندی کے گروپ کی جانب سے ''قہرِحق'' کے نام سے گالی نامہ شائع کیا گیا، تو اُس گالی نامہ میں ''دوست محمد قندھاری نقشبندی'' کا مضمون بھی شامل ہے، لیکن اس کے باوجود اس کا اپنے فرضی نام ''دوست محمد قندھاری'' کے بارے میں یہ ظاہرکروانا کہ یہ اسے نہیں جانتا، جھوٹ اور مکاری نہیں تو اور کیا ہے؟۔

(۳) ساجدخان دیوبندی نے ''کردارِیزید'' کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی ہے، اس کتاب کے صفحہ ۳۰، ۳۱، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، پر اسکین لگائے گئے ہیں، جن پر ساجدخان دیوبندی کے نام سے بنے فیس بک پیج کا ایڈریس لکھا ہوا ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھ کر آگے بڑھیے۔

''دوست محمد قندھاری'' کے نام سے شائع ہونے والی کتاب ''طارق محمود چغتائی کا فتنہ'' کے آخر میں بھی کچھ اسکین لگائے گئے ہیں۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۴، ۴۰اور۴۱ پر لگائے گئے اسکینز میں بھی ''کردارِیزید'' کی طرح ساجدخان دیوبندی کے نام سے بنے فیس بک پیج کا ایڈریس لکھا ہوا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل مؤلف ساجدخان دیوبندی ہے۔

(۴)انٹرنیٹ پرساجد خان دیوبندی کی کالِ ریکارڈنگ موجود ہے،جس میں اس نے اپنے مخاطب سے **کُلّما** طلاق کی قَسم کھانے کا مطالبہ کیا ہے۔''ابوسعد لئیق حنفی'' کے نام سے شائع ہونے والی ساجد خان دیوبندی کی کتاب ''**کشف الخداع عماظهر فی ردالدفاع**'' میں بھی یہی مطالبہ کیا گیا ہے کہ:

''رضاخانی کلما طلاق کی قسم کھا کر جواب دے کہ اس کتاب میں نئ تحقیق پیش کی گئی ہے''۔

(**کشف الخداع عماظهر فی ردالدفاع**، جلد۱،صفحہ۵۴،مطبوعہ دفاع اهل السنة والجماعة اکیڈمی)

جس طرح ساجد خان دیوبندی اپنے مخالفین سے **کُلّما** طلاق کی قَسم کھانے کا مطالبہ کرتا ہے،اسی کے پیشِ نظر ہم بھی اس سے مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ **کُلّما** طلاق کی قَسم کھا کر کہے کہ مولوی الیاس گھمن کے دفاع پر مشتمل کتاب ''متکلم اِسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن پر اِلزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' (جس پر مؤلف کا نام ''دوست محمد قندھاری'' لکھا ہے)اور''**کشف الخداع عماظهر فی ردالدفاع**'' (جس پر مؤلف کا نام ''ابوسعد لئیق حنفی'' لکھا ہے)اس نے نہیں لکھیں۔

(۵) ''متکلم اِسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن پر اِلزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' کے صفحہ ۲۱اور۲۲ پر مولانا معین الدین اجمیری اور مولانا حسن علی میلسی کے جو حوالہ جات پیش کیے گئے ہیں اور ان پر جو تبصرہ کیا گیا ہے وہ من وعن ساجد خان دیوبندی کی کتاب ''نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی'' کے صفحہ ۴۵۶ اور ۴۵۷ سے لیا گیا ہے، یہی مواد کچھ فرق کے ساتھ اسی کتاب کے صفحہ ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳ پر بھی موجود ہے۔اب اگر ساجد خان دیوبندی یہ بات کہتا ہے کہ ''دوست محمد قندھاری'' اس کا فرضی نام نہیں، تو پھر اسے چاہیے کہ

صاف لفظوں میں یہ تسلیم کر لے کہ گالی باز ''دوست محمد قندھاری''، ''سرقہ باز'' ہے۔ بتائیے کون سی بات قبول ہے؟

(۶) مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کی کتاب ''راہِ سنت'' کے جواب میں مفتی اقتدار خان نعیمی نے ''راہِ جنت'' کے نام سے کتاب لکھی، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے لکھا کہ:

''کتاب ''راہِ جنت'' جو ''راہِ سنت'' کے جواب میں لکھی گئی ہے، اس کا مصنف اگرچہ مفتی احمد یار خاں صاحب کے فرزندِ ارجمند مولوی مفتی اقتدار احمد خاں صاحب کو بتایا گیا ہے، لیکن یہ صرف کاغذی ہی کاروائی ہے، یہ کتاب درحقیقت خود مفتی احمد یار خان صاحب ہی کی تالیف ہے، کیونکہ

بھر رنگے کہ خواهی جامه مے پوش

من اندازِ قدت رامے شناسم

مفتی صاحب نے شاید یہ خیال کیا ہوگا کہ علم اور تحقیق کے میدان میں پہلے بھی بڑی رُسوائی ہو چکی ہے، اس لیے اب اس بڑھاپے میں ذِلّت اور رُسوائی کی یہ بھاری گٹھڑی اور کیوں اُٹھاؤں، چلو اَب برخوردار کے نام سے پسِ پردہ دِل کا اُبال نکل جائے تو بہتر ہے۔ اور چلتے چلتے برخوردار کو بھی مؤلفین کی مَد میں اوران کے رجسٹر میں درج کرا دو، کہ ان کو یوں سستی شہرت حاصل ہو جائے گی اور بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔ مگر مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ تاڑنے والے بھی قیامت کی نگاہ رکھتے ہیں اور یہ علمِ غیب نہیں بلکہ قرائن وشواہد کے تحت فراستِ مؤمن ہے، جس کا حدیث سے ثبوت ملتا ہے۔ اس لیے ہم نے اس مضمون میں جناب مفتی احمد یار خاں صاحب بدایونی ثم گجراتی ہی کو خطاب کرنا ہے اور جو کچھ کہنا ہے صرف ان سے کہنا ہے، کیونکہ کتاب ''راہِ جنت'' مفتی

صاحب ہی کا مایہ تحقیق ہے‘‘

(باب جنت، صفحہ ۱۶، ۱۷، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ)

مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے اس اقتباس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱- ذِلّت ورُسوائی سے بچنے اور اپنے دل کا غبار نکالنے کے لیے مفتی احمد یار خان نعیمی نے اپنے بیٹے کے نام سے کتاب لکھی ہے۔

۲- تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں، اس لیے سرفراز گکھڑوی کو پتہ چل گیا کہ اس کتاب کے اصل مؤلف مفتی احمد یار خان نعیمی ہیں۔

اس اقتباس کے پیشِ نظر، دلائل وشواہد کی روشنی میں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مولوی الیاس گھمن کے دفاع میں مزید ذِلّت ورُسوائی سے بچنے اور اپنے مخالف پر غصہ نکالنے کے لیے ساجد خان دیوبندی نے ’’دوست محمد قندھاری‘‘ کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ لیکن تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں، جو کہ فراستِ مؤمن (جس کا ثبوت حدیث شریف سے ہے) سے یہ جانتے ہیں کہ اس کتاب کا اصل مؤلف ’’ساجد خان دیوبندی‘‘ ہے۔ اس کتاب کا اندازِ تحریر بھی اس بات کی چغلی کھا رہا ہے کہ اس کا مؤلف گالی باز ساجد خان دیوبندی ہی ہے۔

’’متکلم اِسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن پر اِلزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ‘‘ کے اصل مؤلف کی نقاب کشائی کے حوالے سے راقم نے جو باتیں یہاں بیان کی ہیں، اُن سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ’’دوست محمد قندھاری‘‘، دراصل ’’ساجد خان دیوبندی‘‘ کا ہی فرضی نام ہے، اس لیے اس جواب میں ساجد خان دیوبندی کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اب آیئے اور دیوبندی علما کی تحریرات سے ’’اپنے اصل نام کے بجائے فرضی نام سے تحریر لکھنے کی مذمت‘‘ ملاحظہ کیجیے۔

اپنے اصل نام کو چھپانے سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کو خود اپنی تحقیق میں تردُّد ہے، تاکہ بوقتِ مواخذہ گنجائشِ اِنکار باقی رہے: مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی

مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

''باوصف اس زعم وتبختُر ونازا اپنے علم کے، کہ جہلِ مرکب ہے، اپنے نام کو سترِ اخفاء میں مکنون کیا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اپنی اس تحقیقِ باطل میں متردد ہو رہا ہے تا گنجائشِ اِنکار باقی رہے''۔

(براہینِ قاطعہ، صفحہ۵، مطبوعہ دارالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

اس اقتباس میں مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ اپنے علم کے دعوے کے باوجود اپنی تحریر پر اپنا اصل نام ظاہر نہ کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ اس شخص کو اپنی تحقیق میں تردُّد یعنی شک ہے، تاکہ بوقتِ مواخذہ اس تحریر سے اِنکار کیا جا سکے۔ بالکل اسی طرح ساجد خان دیوبندی نے اپنے زعم میں مولوی الیاس گھمن کا دفاع کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن اس دفاع کی صداقت پر اس کو خود تردُّد یعنی شک ہے، اس لیے اس نے اپنا اصل نام نہیں لکھا، تاکہ جب مخالف کی جانب سے اس تحریر کے مندرجات کی گرفت ہو، تو اس کے اپنی تحریر ہونے سے اِنکار کیا جا سکے۔

اپنے اصل نام سے کتاب شائع نہ کروانا، شیعوں کے کتمان اور تقیہ پر عمل کرنا ہے: قاضی مظہر حسین دیوبندی

قاضی مظہر حسین دیوبندی نے لکھا ہے:

''ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' ملتان میں ایک کتاب ''سبائی فتنہ'' کے متعلق ایک اشتہار آ رہا تھا، جو اَب جنوری ۱۹۹۲ء میں چھپ چکی ہے۔ کتاب

پر مؤلف کا نام مولانا ابوریحان سیالکوٹی لکھا ہے، اس کتاب کے ناشر ماہنامہ نقیب کے سید محمد کفیل بخاری ہیں۔ کتاب میں مجھے مؤلف صاحب کا نام نہیں مل سکا، لیکن خود مؤلف موصوف نے مجھے یہ کتاب بھیجی ہے، جو مجھے ۸ رجب ۱۴۱۲ھ، موافق، ۱۴ جنوری ۱۹۹۲ء کو بذریعہ ڈاک موصول ہوئی ہے۔ ابوریحان مؤلف موصوف کی کنیت ہے اوران کا نام عبدالغفور ہے، لیکن تعجب ہے کہ انہوں نے کتاب پر اپنا نام نہیں لکھا۔ کہیں سبائیت کی تردید کرتے کرتے ان پر کوئی اثر تو نہیں ہوگیا کہ کتاب پر اپنا نام نہ ظاہر کر کے انہوں نے یہاں شیعوں کے کتمان اور تقیہ پر عمل کیا ہے''

(مشاجراتِ صحابہ اور مسلکِ اعتدال، جلد۲، صفحہ ۱۵، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، لاہور)

اس سلسلے میں قاضی مظہر حسین دیوبندی نے مزید لکھا ہے:

''کہیں ابوریحان ''تقیہ'' کی چادر تو اَوڑھے ہوئے نہیں اوراس ضخیم کتاب میں بجائے نام کے کنیت ابوریحان سے مؤلف کا تعارف کرانا، اور یہ بھی نہ ظاہر کرنا کہ موصوف مولانا عبداللہ صاحب، خطیب مرکزی جامع مسجد، اسلام آباد کے ''مدرسہ فریدیہ'' کے مدرّس ہیں۔ شیعوں کے نزدیک تو دین کے نو حصے تقیہ میں ہیں اور وہ اپنے مزعومہ ائمہ معصومین کے بارے میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ اپنا مذہب ظاہر نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ان ائمہ کی مرویہ احادیث میں شیعہ راوی نام کے بجائے ان کی کنیت استعمال کرتے تھے..........فرمائیے! ان شیعہ راویوں کو تو اپنے قتل کا خوف تھا، اس لیے بجائے نام کے اماموں کی کنیت لکھتے ہیں۔ لیکن ابوریحان کو کس کا خوف تھا کہ اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ کچھ تو ہے جس کی

پردہ داری ہے۔‘‘

(مشاجراتِ صحابہ اور مسلکِ اعتدال، جلد۲، صفحہ ۳۷، ۳۸، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، لاہور)

قاضی مظہر حسین دیوبندی کے ان اقتباسات سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک اپنے اصل نام کے بجائے اپنی کنیت سے کتاب شائع کرنا بھی ’’تقیہ‘‘ اور ’’کتمانِ حق‘‘ ہے۔ یعنی اس اُصول کے مطابق ساجد خان دیوبندی ’’تقیہ‘‘ اور ’’کتمانِ حق‘‘ کا مرتکب ہوا ہے۔

کسی اور کے نام سے کتاب شائع کروانا شکست اور بزدلی ہے:

مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی

☆ مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی نے اپنے بجائے کسی اور کے نام سے کتاب شائع کرنے کو ’’شکست‘‘ اور ’’بزدلی‘‘ قرار دیا ہے، اقتباس ذیل میں ملاحظہ ہو:

’’مولوی خضر حیات صاحب نے جواب الجواب میں ایک کتاب ’’الفتح المبین‘‘ شائع کی، اور یہ کتاب اپنے نام سے نہیں بلکہ کسی اور کے نام سے شائع کروا کر اپنی شکست اور بزدلی کا اعتراف کیا‘‘

(تَنبِیهُ النَّاسُ علیٰ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاس، صفحہ ۹، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، کھاڑک، ملتان)

علمائے دیوبند کے پیش کردہ ان اقتباسات سے ثابت ہوا کہ:

(۱) مولوی خلیل انبیٹھوی کے نزدیک اپنے اصل نام کے بجائے کسی اور نام سے کتاب شائع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مؤلف (ساجد خان دیوبندی) کو اپنی تحقیق کی صداقت پر شک ہے۔

(۲) قاضی مظہر حسین دیوبندی کے نزدیک اپنے اصل نام کے بجائے اپنی کنیت سے کتاب شائع کرنا ’’تقیہ‘‘ اور ’’کتمانِ حق‘‘ ہے۔ لہٰذا اِس اُصول کے مطابق

ساجدخان دیوبندی فرضی نام سے کتاب شائع کر کے ''تقیہ باز'' اور ''کتمانِ حق'' کا مرتکب قرار پایا۔

(۳) مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی کے نزدیک کسی اور کے نام سے اپنی کتاب شائع کروانا ''شکست'' اور ''بزدلی'' ہے۔ لہٰذا اِس اُصول کے مطابق ساجدخان دیوبندی کا فرضی نام سے کتاب شائع کرنا اس کی ''شکست'' اور ''بزدلی'' کی دلیل ہے۔

اگلی سطور میں ملاحظہ کیجیے گا کہ ساجدخان دیوبندی کے علاوہ اور کون کون سے دیوبندی ہیں جو اپنے اصل نام کو ظاہر نہ کر کے ان تینوں اعزازات کے مستحق قرار پائے ہیں۔

دیوبندی اُصولوں کے مطابق اپنے اصل نام کو ظاہر نہ کرنے والے ''تقیہ باز''، ''کتمانِ حق کے مرتکب''، ''بُزدل'' اور ''شکست خوردہ'' مزید دیوبندی علما کی نشاندہی

کتاب ''بریلوی فتوے'' کے مقدمہ نگار مفتی عبدالحمید قاسمی دیوبندی نے اپنا اصل نام نہیں لکھا:

(۱) مولوی نورمحمد مظاہری دیوبندی کی کتاب ''بریلوی فتوے'' صفحہ۷تا۳۰ (مطبوعہ انجمن اِرشادالمسلمین، ۶-بی، شاداب کالونی'' حمید نظامی روڈ، لاہور) پر'' دامغ الرامق شاہ جہان پوری'' کے نام سے ایک مقدمہ درج ہے۔ یہ کتاب بعدازاں ''رضاخانیوں کی کفرسازیاں'' کے نام سے شائع ہوئی، اس کتاب کے ناشر کی جانب سے اس کے مقدمہ کے متعلق یہ نوٹ دیا گیا کہ:

''یہ مقدمہ حضرت مولانا مفتی عبدالحمید قاسمیؒ، سابق شیخ الحدیث جامعہ

مدنیہ، لاہور کے قلم سے یادگار ہے۔ جوانہوں نے اپنے قلمی نام ''دامغ الرامق شاہ جہان پوری'' سے تحریر فرمایا تھا''

(رضا خانیوں کی کفر سازیاں، صفحہ۲۲، مطبوعہ تحفظِ نظریاتِ دیوبند اکادمی، کراچی)

کتاب ''چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ'' کے مؤلف مولوی کریم بخش دیوبندی نے اس کتاب پر اپنا نام نہیں لکھا:

(۲) دیوبندیوں کی جانب سے اہلِ سنت و جماعت کے خلاف ایک ''چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ'' کے نام سے کتاب شائع کی گئی تھی۔ اس کتاب پر بھی مُصَنّف کا نام ظاہر نہیں کیا گیا تھا، بلکہ یوں لکھا گیا تھا:

''یکے از علماءِ اہلِ حق''۔ (مطبوعہ محمدی پریس، لاہور)

اس کتاب کے ابتدائیہ میں لکھا ہے کہ:

''یہ مختصر سا رسالہ بنام ''چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ (ھداھم اللّٰہ تعالیٰ) ہے۔ جن کو ایک محقق عالمِ لاہور نے............منتخب کیا ہے''۔

اس اقتباس میں لفظ ''عالم'' کے تحت حاشیہ میں مولوی عبدالعزیز دُعا جو دہلوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

''کسی مصلحت سے وہ عالم صاحب اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ اور ویسے اس کی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں، کیونکہ غرض اظہارِ حق ہے''۔

(چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ، صفحہ۳، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

نوٹ: اس کتاب کے مقدمہ میں مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے مولوی عبدالعزیز دُعا جو دہلوی دیوبندی کو مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کے خلیفہ مولوی یاسین

نگینوی کا ''خلیفۂ اجل'' لکھا ہے۔

اس کتاب کے مقدمہ میں مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

''آج سے تقریباً اٹھائیس ۲۸ سال پہلے عالم محقق حضرت مولانا الحاج محمد کریم بخش صاحب مظفرگڑھیؒ (المتوفی:۱۳۶۵ھ) فاضلِ دیوبند اورایم اے پروفیسرعربی، گورنمنٹ کالج، لاہور'' نے قائد جماعتِ بریلویہ مولوی احمد رضا خان صاحب کی متعدد کتابوں سے ٹھوس حوالے یکجا کر کے ''چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ'' کے نام سے ایک کتابچہ مرتب کیا تھا۔ چونکہ انگریزی دَور تھا اور موصوف ''گورنمنٹ کالج، لاہور'' میں پروفیسر تھے، اس لیے کسی مصلحت کی بناء پر اپنا نام ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا''۔

(چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ، صفحہ۵، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

کتاب ''دھماکہ'' پر اس کے دیوبندی مُرتّب کا نام نہیں لکھا گیا:

(۳) دیوبندیوں کی جانب سے ''دھماکہ'' نامی کتاب شائع کی گئی، لیکن اس پر مؤلف کے نام کی بجائے بس اِتنا ہی لکھا گیا:

''مُرَتّبہ: ناظم انجمن خدام التوحید والسنۃ، برمنگھم''۔

(مطبوعہ دارُالاشاعت، اُردو بازار، کراچی)

حقیقی دستاویز کے دیوبندی مؤلف نے اپنی کتاب پر اپنا نام نہیں لکھا:

(۴) مولوی ضیاء الرحمان فاروقی دیوبندی کی کتاب ''تاریخی دستاویز'' کے جواب الجواب ''حقیقی دستاویز'' پر اس کے دیوبندی مؤلف کے اصل نام کے بجائے ''ابوالحسنین ہزاروی'' لکھا ہے۔

مولوی مہر محمد دیوبندی نے اپنی کتاب پر اپنا نام نہیں لکھا:

(۵) کتاب ''شیعہ اور عقیدۂ ختم نبوت'' پر مؤلف کا نام ''ابوعثمان'' لکھا ہے۔ حالانکہ یہ مولوی مہر محمد میانوالی دیوبندی کی تالیف ہے۔ جس کا ثبوت راقم کے مضمون ''اعلیٰ حضرت کی ردشیعیت میں خدمات کا اعتراف، علمائے دیوبند کے قلم سے'' (ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف، بابت فروری ۲۰۱۷ء) میں دیا گیا ہے۔

گالی باز دیوبندی ٹولے کی جانب سے مجلّہ ''کلمۂ حق'' کے جواب میں لکھے گئے رسالوں میں شامل اکثر مضامین کے ساتھ کسی کا نام نہیں لکھا گیا:

(۶) گالی باز دیوبندی ٹولے کی جانب سے مجلّہ ''کلمۂ حق'' کے جواب جو گالی نامے لکھے گئے ہیں، اُن میں ''سوط الحق'' شمارہ:۱ میں (جو مضامین شامل ہیں، اُن میں) دو مضامین کے علاہ باقی کسی مضمون کے ساتھ مضمون نگار کا نام نہیں لکھا گیا۔ جن دو مضامین کے ساتھ مضمون نگاروں کا نام لکھا ہے، ان میں بھی ایک کے ساتھ صرف ''مدنی'' لکھا ہے۔ اسی طرح ''سوط الحق'' شمارہ:۲ میں جو مضامین شامل ہیں اُن میں بھی ایک کے علاوہ کسی مضمون کے ساتھ نگار کا نام نہیں لکھا گیا۔ اور مرتب کے اصل نام کے بجائے ''پروفیسر ابواحمد رضا خان'' لکھا ہے۔ ایک اور گالی نامے مسمّٰی ''خنجرِ رضا'' پر مرتب کا نام ''ماسٹر احمد رضا خان قادری'' نام لکھا ہے جو کہ ایک فرضی نام ہے، اس رسالے میں صرف ایک مضمون کے ساتھ ''پروفیسر ابواحمد رضا خان'' لکھا ہے۔ جو کہ قاضی مظہر حسین دیوبندی کے اصول کے مطابق ''تقیہ'' اور ''کتمانِ حق'' ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ دیوبندی علما کے بیان کردہ اُصولوں (جو کہ پہلے آپ ملاحظہ کر آئے

ہیں) سے ثابت ہوگیا کہ

(۱) کتاب ''بریلوی فتوے'' کے مقدمہ نگار: مفتی عبدالحمید قاسمی دیوبندی (سابق شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ، لاہور)

(۲) ''چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ'' کے مؤلف: مولوی پروفیسر کریم بخش دیوبندی۔

(۳) ''دھاکہ'' کے مُرتَّب

(۴) حقیقی دستاویز کے دیوبندی مؤلف

(۵) مولوی مہر محمد میانوالی دیوبندی

(۶) اور گالی باز دیوبندی ٹولے کا اپنی تحریرات پر اپنا اصل نام نہ لکھنا، اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو اپنی تحقیق پر شک تھا۔ انہوں نے ''تقیہ'' اور ''کتمانِ حق'' سے کام لیا۔ نیز مذکورہ بالا دیوبندی ''بزدل'' اور ''شکست خوردہ'' ہیں۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی ذاتیات پر بحث کا جواز، ساجد خان دیوبندی کے مُسلَّمہ اُصول سے:

ساجد خان دیوبندی نے ''متکلم اِسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن پر اِلزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' میں اس بات پر بہت غصہ کیا ہے کہ اس میں مولوی اِلیاس گھمن کی ذاتیات پر بات کیوں کی گئی ہے۔ حالانکہ اس اعتراض کا جواب اس کی اپنی کتاب ''نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی'' میں موجود ہے۔ کیونکہ اُس میں اِس نے سیدی اعلیٰ حضرت کی ذاتیات پر بات کرنے کا جواز بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''کسی کی ذاتیات پر کب بات ہوسکتی ہے؟: قارئینِ کرام! کسی کی عیب جوئی، غیبت یا ذاتیات کو موضوعِ بحث بنانا یقیناً ایک مذموم حرکت ہے، مگر چند صورتیں ایسی

ہیں جہاں خود شریعت ہمیں اس چیز کی اجازت دیتی ہے کہ ہم کسی کی ذات کو موضوع بنائیں، اس کی نجی زندگی، اس کے معاشی ومعاشرتی افعال، اس کے اقوال وکارناموں پر تنقید کی نگاہ ڈال کر کھرے اور کھوٹے میں فرق کردیں۔ امام غزالی رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِ فرماتے ہیں:

کسی زندہ یا مُردہ کی غیبت اس وقت جائز ہوجائے گی جب کسی غرضِ شرعیہ کا حصول اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اور اس جواز کی چھ صورتیں ہیں۔

(۱) **التظلّم**: پس جائز ہے کسی مظلوم کے لیے کہ وہ حاکمِ وقت یا قاضی یا جس کے پاس اختیار ہو، اس کے پاس جائے اور بتلائے کہ فلاں نے مجھ پر ظلم کیا۔

(۲) **الاستعانة**: کسی منکر کو ختم کرنے اور گناہ گار کو حق بات کی طرف لانے کے لیے کسی صاحبِ اختیار کے سامنے اس کے گناہوں وسیاہ کاریوں کا تذکرہ کرنا، تاکہ اسے ان کاموں سے روکا جائے۔

(۳) **الاستفتاء**: شرعی حکم کے حصول کے لیے۔ چنانچہ مفتیِ شرع کے سامنے اس کی اس بُرائی کو بیان کیا جائے کہ مجھ پر فلاں نے یہ ظلم کیا ہے، اب شریعت مجھے اس سے خلاصی کا کیا رستہ بتلاتی ہے؟۔

(۴) **تحذیر المؤمنین**: لوگوں کو اس کے شر سے ڈرانے کے لیے۔

(۵) **بدعتی**: اس کی بدعات سے لوگوں کو آگاہ کرکے لوگوں کو اس کے افکار سے بچانے کے لیے۔

(۶) **عرف**: لوگوں میں وہ اسی عیب سے مشہور ہو، جیسے کانا، لنگڑا، بہرا، بھینگا وغیرہ۔ تو اب ان چیزوں کا ذکر عیب جوئی میں شمار نہیں ہوگا۔

(ریاض الصالحین للنووی واحیاء علوم الدین، بحوالہ الرفع والتکمیل، ص۵۳تا۵۶)

خان صاحب پر تنقید اس جدول میں موجود چوتھی اور پانچویں صورت میں آتی ہے، لوگوں کو خان صاحب بریلی کی گمراہیوں، بدعقیدگیوں، اِسلام دُشمنی سے آگاہ کرنے کے لیے ہم مجبور ہوئے کہ خان صاحب کے کارناموں کو پرکھیں۔ علمانے اس موقع پر ایسے شخص کی بُرائی کو بیان کرنے کے جواز پر اجماع ذکر کیا ہے، بلکہ اسے واجبات میں سے شمار کیا ہے اور اسی کیٹیگری میں اس شخص کو شمار بھی کیا ہے جو نام نہاد فقیہ بن کر لوگوں کو بدعت کی دعوت دے یا فاسق و فاجر ہو، اور لوگ اسے بزرگ سمجھ کر علم حاصل کرنے جائیں۔ (الرفع والتکمیل، ص۵۶) خان صاحب بریلی میں یہ تمام شرائط بوجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا مجھ پر واجب تھا کہ میں اس شخص کی حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کروں، تاکہ سادہ لوح عوام اس کے دامِ تزویر میں پھنس کر اپنی آخرت کو برباد نہ کر دیں"۔

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ ۵۷، مطبوعہ جمعیۃ اَھْلُ السنّۃ والجماعۃ، کراچی۔ طبع اوّل: ۲۰۲۰ء)

ساجد خان دیوبندی نے اس اقتباس میں سیدی اعلیٰ حضرت کی ذاتیات کو موضوعِ بحث بنانے اور اس پر تنقید کرنے کا جواز بیان کیا ہے۔ حالانکہ اسی دلیل سے اس کے پیشوا مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی ذاتیات کو موضوعِ بحث بنانے اور اس پر تنقید کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیونکہ مولوی الیاس گھمن نے اپنے حلقہ میں خود کو "شیخِ طریقت، مناظر، واعظ، مبلغ اور متکلمِ اِسلام" مشہور کر رکھا ہے۔ اس لیے ایسے شخص کی اصلیت کو عوام کے سامنے بیان کرنا چاہیے تاکہ لوگ اس کے شر سے بچ سکیں۔

مولوی الیاس گھمن کی رُسوائی وکیلِ صفائی کے بیان کردہ اُصول کی روشنی میں:

☆ ناکام وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی نے اپنی ایک کتاب میں درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

’’نواب احمد رضا خان صاحب اپنوں کی نظر میں‘‘۔

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ۴۵۴، مطبوعہ جمعیۃ اَھْــــلُ السـنَّة والجماعة، کراچی۔ طبع اوّل:۲۰۲۰ء)

اس عنوان کے تحت علامہ معین الدین اجمیری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

’’موصوف نے نواب احمد رضا خان صاحب کے خلاف ایک کتاب ’’تجلیاتِ انوارُالمعین‘‘ لکھی، جس میں خان صاحب کی ایسی ایسی صفات کا ذکر کیا جو کہیں اور نہیں ملے گی‘‘۔

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ۴۵۶، مطبوعہ جمعیۃ اَھْــــل السـنَّة والجماعة، کراچی۔ طبع اوّل:۲۰۲۰ء)

ہمارا تبصرہ: ساجد خان دیوبندی کے اس اقتباس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں کہ مولوی اِلیاس گھمن کی صفاتِ رذیلہ (جو دیوبندی علما نے بیان کی ہیں) کو ہماری طرف سے بیان کرنا دُرُست ہے۔

☆ مندرجہ بالا اقتباس کے بعد نا کام وکیلِ صفائی نے ’’تجلیاتِ انوارُالمعین‘‘ سے سیّدی اعلیٰ حضرت کے خلاف حوالہ جات نقل کر کے، اُن پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

’’قارئینِ کرام! ان (۱۳) خصوصیات کے ساتھ بانی بریلویت مولوی احمد رضا خان کی شخصیت کا آسانی سے پتہ چلایا جا سکتا ہے، یہ خصوصیات کسی عام بریلوی نے ذکر نہیں کیں، بلکہ بریلویوں کے پیر خواجہ قمر الدین سیالوی کے استاد مولانا معین الدین چشتی اجمیری، صدر مدرسین مدرسہ معینیہ اجمیریہ نے مولوی احمد رضا خان کی بیان کی ہیں۔ لہٰذا اسے خود بریلویوں کے گھر سے مولوی احمد رضا خان کی ذات اور خصوصیات کا پتہ چل جاتا ہے کہ احمد رضا خان کس قماش کا آدمی تھا‘‘

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ ۴۵۶، مطبوعہ جمعیۃ اَھْل السنّۃ و الجماعۃ، کراچی۔ طبع اوّل: ۲۰۲۰ء)

ہمارا تبصرہ: اس تبصرہ کو لوٹاتے ہوئے ہم مولوی الیاس گھمن کے متعلق کہتے ہیں کہ:

''قارئینِ کرام! ان خصوصیات (جو راقم نے کتاب ''مولوی الیاس گھمن دیوبندی، اپنے کردار کے آئینے میں'' کی جلد اوّل میں بیان کی ہیں) کے ساتھ دیوبندی مزعومہ متکلمِ اِسلام مولوی الیاس گھمن کی شخصیت کا آسانی سے پتہ چلایا جاسکتا ہے، مولوی الیاس گھمن کی یہ خصوصیات کسی عام دیوبندی نے ذکر نہیں کیں، بلکہ دیوبندیوں کے مزعومہ ''مناظرِ اسلام، محقق العصر، ترجمانِ اہلِ سنت، وکیلِ احناف، سرمایۂ دیوبند، فاضلِ دارالعلوم دیوبند، مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی''۔ ''خلیفۂ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی اور سابق سربراہ وفاق المدارس، مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی''۔ ''پاسبانِ مسلکِ اہلِ سنت والجماعت، سلطان المناظرین، وکیلِ احناف حضرت مولانا ابو بلال محمد اسماعیل محمدی جھنگوی''۔ مشہور ومعروف دیوبندی پیر ''عارف باللہ'' حکیم اختر دیوبندی کے جانشین حکیم مظہر دیوبندی۔ جدّہ میں مقیم مشہور دیوبندی قاری رفیق پانی پتی کے بیٹے قاری اُسامہ رفیق دیوبندی۔ دیوبندی تنظیم ''سپاہِ صحابہ'' (موجودہ نام ''اہلِ سنت والجماعت'') کے سربراہ، چیئرمین سنی علما کونسل اور مہتمم جامعہ فاروقیہ کمالیہ، مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی۔ مشہور دیوبندی مؤلف قاضی طاہر علی الہاشمی دیوبندی۔ دیوبندی پیر مولوی امین شاہ، فاضلِ دیوبند کے خلیفہ مولوی عبدالرحیم چاریاری دیوبندی۔

اور دیوبندی تبلیغی جماعت کے مشہور مفتی زین العابدین دیوبندی کی بیٹی سمیعہ صاحبہ نے بیان کی ہیں۔ لہٰذا خود دیوبندیوں کے گھر سے مولوی الیاس گھمن کی ذات اور خصوصیات کا پتہ چل جاتا ہے کہ الیاس گھمن کس قماش کا آدمی ہے''۔

☆اس کے بعد اگلے صفحے پر لکھا کہ:

''خیر آبادی خانوادہ کے ہاں جناب نواب احمد رضا خان صاحب اب ''خبطی'' ہو چکے تھے''۔

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ ۴۵۷، مطبوعہ جمعیۃ اَھْــــلِ السُّــــنَّۃ والجماعۃ، کراچی۔ طبع اوّل: ۲۰۲۰ء)

ہمارا تبصرہ: اس تبصرہ کو لوٹاتے ہوئے ہم مولوی الیاس گھمن کے متعلق کہتے ہیں کہ:

''متعدد دیوبندی علما کے ہاں جناب الیاس گھمن ''بدعتی''۔ ''بدکردار، لڑکوں اور لڑکیوں سے بُری، غیر اخلاقی حرکات اور نامحرم عورتوں سے فون پر عشق میں مبتلا''۔ ''دوغلے''۔ ''چندہ خور''۔ ''جھوٹے''۔ ''فتنہ پرور''۔ ''فراڈ''۔ ''دجال''۔ ''سپاہِ صحابہ کے مخالف''۔ ''مماتیوں اور غیر مقلدوں کے مقابل مناظرہ سے فرار'' اور ''دھاندلی میں مشہور'' ہو چکے تھے''۔

☆ کچھ مزید آگے جا کر ساجد خان دیوبندی نے یہ عنوان قائم کیا:

''اپنوں نے خان صاحب کے ساتھ وہ کچھ کیا جو بیگانوں نے بھی نہ کیا ہوگا''

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ ۴۶۰، مطبوعہ جمعیۃ اَھْــــلِ السُّــــنَّۃ والجماعۃ، کراچی۔ طبع اوّل: ۲۰۲۰ء)

ہمارا تبصرہ: اس تبصرہ کو لوٹاتے ہوئے ہم مولوی الیاس گھمن کے متعلق کہتے ہیں کہ:

''اپنوں نے الیاس گھمن کے ساتھ وہ کچھ کیا جو بیگانوں نے بھی نہ کیا ہوگا''۔

☆اسی سلسلے میں ساجد خان دیوبندی نے مزید لکھا کہ:

''یہ نرالا مجدد ہے کہ پرائے تو پرائے، اپنے بھی اس کو گھسیٹ رہے ہیں، کیا یہی مجدد کی شان ہوتی ہے؟''

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ ۲۶۵، مطبوعہ جمعیۃ اَھْلُ السُّنَّۃ والجماعۃ، کراچی۔ طبع اوّل: ۲۰۲۰ء)

ہمارا تبصرہ: اس تبصرہ کو لوٹاتے ہوئے ہم مولوی الیاس گھمن کے متعلق کہتے ہیں کہ:

''یہ (الیاس گھمن) نرالا ''متکلمِ اِسلام'' ہے کہ پرائے تو پرائے، اپنے بھی اس کو گھسیٹ رہے ہیں، کیا یہی ''متکلمِ اِسلام'' کی شان ہوتی ہے؟''

نوٹ: دیوبندی علما نے مولوی الیاس گھمن کو جس طرح ''گھسیٹا'' ہے، اُس کو جاننے کے لیے راقم کی کتاب ''مولوی الیاس گھمن دیوبندی، اپنے کردار کے آئینے میں'' ملاحظہ کریں۔

مولوی الیاس گھمن کے وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی کے دوہرے معیار اور منافقت:

☆ناکام وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن کے دفاع پر مشتمل اپنی کتاب کی ابتدا میں لکھا ہے کہ:

''اس دَور میں بھی اہلِ باطل کی ناک میں نکیل ڈالنے کے لیے اللہ پاک

کی طرف سے اُمتِ مسلمہ کو متکلمِ اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زیدمجدھم کی صورت میں ایک تحفہ دیا گیا ہے، جن کی دینی خدمات کے اپنے پرائے سب معترف ہیں"۔

(متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن پر الزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، صفحہ ۱۱، مطبوعہ ندارد)

ناکام وکیلِ صفائی نے یہاں یہ تو لکھ دیا کہ مولوی الیاس گھمن کے اپنے پرائے سب معترف ہیں۔ لیکن ایک سطر بعد ہی اسے یہ بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ان کے اپنے دیوبندی علما نے بھی مولوی الیاس گھمن کی ذات پر اعتراضات کیے ہیں، اقتباس ذیل میں ملاحظہ کیجیے:

"بعض اپنوں نے بھی مخالفین کے پروپیگنڈے میں آ کر یا پھر ہم عصر ہونے کی وجہ سے حسد میں حضرت متکلمِ اِسلام صاحب زیدمجدھم کی ذات پر بعض لایعنی اعتراضات کیے"۔

(متکلمِ اِسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن پر الزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، صفحہ ۱۱، مطبوعہ ندارد)

قارئین کرام! ملاحظہ کیجیے۔ ناکام وکیلِ صفائی پہلے لکھتا ہے کہ اپنے پرائے سب الیاس گھمن کے معترف ہیں۔ اور پھر ایک سطر بعد ہی لکھتا ہے کہ اپنے علما نے بھی مولوی الیاس گھمن کی ذات پر اعتراضات کیے ہیں (چاہے اب یہ ان اعتراضات کو حسد یا مخالفین کے پروپیگنڈے کا اثر کہے، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ دیوبندی علما نے بھی مولوی الیاس گھمن کا رَد کیا ہے)۔ اب سوال یہ ہے کہ یہاں وکیلِ صفائی کو یہ تبصرہ کیوں یاد نہ آیا کہ جس الیاس گھمن کی میں تعریف کر رہا ہوں، اُس کو پرائے تو پرائے، اپنے بھی گھسیٹ رہے ہیں۔ وکیلِ صفائی کو اپنی کتاب "نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی" کی طرح یہاں بھی یہ لکھنا چاہیے تھا کہ:

''اپنے پرائے سب مولوی الیاس گھمن کے ''بدعتی''۔ ''بدکردار، لڑکوں اورلڑکیوں سے بُری، غیر اخلاقی حرکات اور نامحرم عورتوں سے فون پر عشق میں مبتلا''۔ ''چندہ خور''۔ ''فتنہ پرور''۔ ''دجال''۔ ''فراڈ''۔ ''جھوٹے''۔ ''دوغلے''۔ ''سپاہِ صحابہ کے مخالف''۔ ''مماتیوں اور غیر مقلدوں کے مقابل مناظرہ سے فرار'' اور ''دھاندلی میں مشہور'' ہونے کے معترف ہیں''۔

الیاس گھمن کا وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی دوغلا شخص ہے، کیونکہ اعلیٰ حضرت کے خلاف اپنی کتاب (جس کے اقتباسات آپ پچھلے صفحات میں زیرِ عنوان ''مولوی الیاس گھمن کی رُسوائی وکیلِ صفائی کے بیان کردہ اُصول کی روشنی میں'' ملاحظہ کرآئے ہیں، جن) میں اس نے اعلیٰ حضرت سے علما کے اِختلاف کومزے لے لے کر بیان کیا ہے، اوراس پر اپنا تائیدی تبصرہ بھی تحریر کیا ہے۔ چونکہ اُس کتاب میں اِس نے اعلیٰ حضرت پر اعتراض کر کے اپنا غبار نکالنا تھا، اس لیے اپنا بیان کردہ یہ اُصول نظرانداز کردیا کہ:

''علما کی علما پر جرح مقبول نہیں ہوتی، کیونکہ یہ حسد، معاصرت یا مخالفین کے پروپیگنڈے کے باعث ہوتی ہے''۔

یہ اُصول اِس دوغلے وکیلِ صفائی نے اِلیاس گھمن کے دفاع میں اپنی ایک ویڈیو تقریر میں بیان کیا ہے۔اس کے علاوہ اپنی کتاب ''متکلم اِسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن پر اِلزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' کے صفحہ ۲۸ سے لے کر صفحہ ۴۱ پر بھی بیان کیا ہے۔ساجد خان کی طرف سے اپنے بیان کردہ اِس اُصول کی خلاف ورزی اور اِس بارے میں اس کی منافقت راقم کی کتاب ''مولوی الیاس گھمن دیوبندی، اپنے کردار کے آئینے میں'' کے صفحہ ۱۸۶ سے لے کر صفحہ ۱۹۶ تک بیان کی گئی ہے۔

ساجدخان دیوبندی کا یہ طرزِ عمل منافقت ہے، کیونکہ اس نے اپنی ایک اور کتاب (جس پر اس نے اپنے بجائے مؤلف کا نام ''ابوسعد لئیق رحمانی'' لکھ دیا ہے) میں اس طرزِ عمل کو منافقت قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''یہ منافقت ہے کہ ایک طرف جب پھنستے ہیں تو اصول گھڑتے ہیں اور دوسری جگہ خود ہی ان اصولوں کو توڑتے ہیں''

(کشف الخداع عما ظھر فی ردالدفاع، جلد۱، صفحہ۱۴۹، مطبوعہ دفاع اھل السنة والجماعة اکیڈمی)

لٰہذا ساجدخان دیوبندی نے اعلیٰ حضرت سے کچھ علما کے اِختلاف کو بطورِ اعتراض پیش کرکے اپنے اُصول کو توڑا ہے، جو کہ اس کے اپنے بقول منافقت ہے۔

مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے اُصول کی روشنی میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے متعلق دیوبندیوں کے اِنکشافات رَد نہیں کیے جاسکتے:

پیر افضل قادری نے ''تحریک لبیک، پاکستان'' کے نئے امیر حافظ سعد حسین رضوی صاحب کے خلاف ایک بیان دیا تو اس کے متعلق مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی نے ایک مضمون ''پیر افضل قادری کا نیا بیانیہ'' لکھا۔ اس مضمون میں مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی نے پیر افضل قادری کے اِلزامات کے متعلق یہ مطالبہ نہیں کیا کہ ان کو شرعی طریقے سے ثابت کیا جائے، بلکہ یوں لکھا ہے کہ:

''پیر افضل قادری کے ان انکشافات کو رَد نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کہ وہ خادم رضوی کے سب سے پرانے اور سب سے گہرے دوست تھے۔ پیر افضل قادری گھر کے بھیدی ہیں''۔

کچھ سطر بعد مزید لکھا کہ:

''موصوف کے انکشافات کو اَنْ سنی نہیں کیا جا سکتا''۔

مفتی نجیب کے اِن انکشافات کو پڑھ کر وہ قارئین یقیناً حیران ہوئے ہوں گے جو اس بات سے آگاہ ہیں کہ یہی دیوبندی، اپنے مزعومہ ''متکلم اسلام'' مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے دفاع میں شرعی ثبوت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن یہاں بات چونکہ اپنے نظریاتی مخالف کی ہے، اس لیے یہاں دیوبندیوں کا اُصول بدل گیا ہے۔ اسی وجہ سے اپنے سابقہ مطالبے اور بیان کردہ معیار کے برعکس یہاں پیر افضل قادری کے بیان کو ہی کافی قرار دیا جا رہا ہے۔ بہرحال مفتی نجیب اللہ عمر کے ان دو اقتباسات سے اتنا ضرور ثابت ہوا کہ دیوبندی اُصول کے مطابق جب کوئی اپنا عالمِ دین کسی کے خلاف کوئی چارج شیٹ بیان کرے، تو اس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ (جاری ہے)

مولوی اشرفعلی تھانوی کی طرف سے مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی پر گستاخی کا فتویٰ

میثم عباس قادری رضوی

دیوبندی مذہب کے امام مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''اگر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کے ہاں پتھر سے پانی نکلتا تھا، تو محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی انگشتانِ مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوئے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ زمین پر رکھے ہوئے پتھر سے پانی کے چشمے کا بہنا اتنا عجیب نہیں جتنا گوشت و پوست سے پانی کا نکلنا عجیب ہے۔ کون نہیں جانتا کہ جتنی ندیاں اور نالے ہیں، سب پہاڑوں اور پتھروں اور زمین ہی سے نکلتے ہیں۔ پر کسی کے گوشت و پوست سے کسی نے ایک قطرہ بھی نکلتا نہیں دیکھا۔ علاوہ بریں ایک پیالی پانی پر دستِ مبارک رکھ دینے سے انگشتانِ مبارک سے پانی کا نکلنا صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دستِ مبارک منبع البرکات ہے اور یہ سب جسمِ مبارک کی کرامات ہے۔ اور سنگِ موسوی سے زمین پر رکھ دینے کے بعد پانی کا نکلنا اگر دلالت کرتا ہے تو اتنی ہی بات پر دلالت کرتا ہے کہ خداوندِ عالم بڑا قادِر ہے''

(مباحثہ شاہجہانپور، صفحہ ۲۹، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی۔ اشاعت: ۱۸۹۱ء۔ ایضاً، صفحہ ۱۹۳، ۱۹۴، مشمولہ مجموعہ رسائلِ قاسمیہ، جلد اوّل، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ قاسمیہ، پاکستان)

اس اقتباس میں مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی نے کہا ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مبارک اُنگلیوں سے پانی نکلا تھا، جو کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ

السَّلام کے معجزہ سے بڑھ کر تھا۔اس بات کو ذہن میں رکھ کر آگے بڑھیے۔

دیو بندی فرقہ کے حکیم الامت مولوی اشرفعلی تھانوی دیو بندی نے لکھا ہے:

''کبھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مدح میں انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام کی اہانت کی جاتی ہے،اس کی بالکل ایسی مثال ہے کہ ایک بھائی کی مدح اس طرح کی جائے کہ اس کے دوسرے بھائی کو اس کے سامنے گالیاں دی جائیں۔کیا ایسی مدح سے کوئی شخص خوش ہوسکتا ہے جس میں اس کے دوسرے بھائی کو بُرا بھلا کہا جائے اور بھائی بھی کیسے، دو قالب و یک جان۔انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام آپس میں سب بھائی بھائی ہیں،ان میں ایسا اتفاق ہے کہ ہرگز دوسرے کی اہانت کو ایک گوارا نہیں کرسکتا اور انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام کی یہ توہین کہیں تو تہذیب کے ساتھ ہوتی ہے، کہیں بدتہذیبی سے''

(البدائع ،صفحہ ۹۴،مطبوعہ مکتبہ تالیفات اشرفیہ،تھانہ بھون)

اسی میں کچھ مزید آگے لکھا ہے:

''بعض لوگ تہذیب کے ساتھ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام کی توہین کرتے ہیں اور اس میں عوام کی تو کیا شکایت کی جائے، خواص تک مبتلا ہیں۔ گو میرے اس بیان سے بعض خشک علما ناخوش ہوں گے،مگر جو بات ناحق ہوگی اس کو تو بیان کیا ہی جائے گا۔بعض واعظین و مصنّفین و مدرسین حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی فضیلت دیگر انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام کے مقابلہ میں اس طرح سے ثابت کرتے ہیں کہ اس سے ان کی تنقیص لازم آجاتی ہے۔ گو اُن کی نیت تنقیص کی نہ ہو، مگر اس طرح مقابلہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی فضیلت بیان کرنا جس سے دوسرے

انبیاء کی تنقیص کا وہم بھی ہو، جائز نہیں۔اسی لیے میں نے یہ کہا تھا کہ بعض لوگ تہذیب کے ساتھ انبیاء کی توہین کرتے ہیں۔اس کی ایک مثال یہ ہے کہ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا معجزہ مشہور ہے کہ ان کے پتھر پر عصا مارنے سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے تھے۔ اب بعض مدرِّسین اس کی کوشش کرتے ہیں کہ انبیاءِ سابقین کے ہر ہر معجزہ کے مقابلہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے معجزات کو ان سے افضل واکمل ثابت کریں۔ چنانچہ اس معجزہ موسوی کے مقابلہ میں بھی یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ایک معجزہ بیان کرتے ہیں کہ اگر موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے عصا مارنے سے پتھر سے چشمے جاری ہوگئے، تو ہمارے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی اُنگلیوں سے غزوہ حدیبیہ میں پانی جاری ہوگیا تھا، جس سے تمام لشکر سیراب ہوگیا۔اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اس معجزہ کو معجزہ موسوی سے افضل ثابت کرنے کے لیے اس طرح تقریر کرتے ہیں کہ پتھر سے پانی کا نکلنا کچھ زیادہ عجیب بات نہیں، کیونکہ بعض پتھروں سے چشمے نکلتے ہیں۔مگر لحم و شحم سے پانی کا جاری ہوجانا یہ بہت عجیب ہے۔ اس تقریر سے ''مفضول'' اور ''افضل'' دونوں کی تنقیص لازم آتی ہے۔ ''مفضول'' کی تنقیص تو ظاہر ہے کہ اس تقریر میں موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے معجزہ کی وجہِ اعجاز کو کمزور کردیا گیا ہے کہ پتھر سے پانی کا نکلنا کچھ چنداں جائے تعجب نہیں، گویا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا معجزہ کوئی بڑا بھاری معجزہ نہ تھا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ ۔ ایک ایسے معجزہ کو جسے حق سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی نے جابجا امتنان واظہارِ قدرت کے لیے بیان فرمایا ہے۔اعجاز میں کمزور اور معمولی

بتلانا کتنا بڑا غضب ہے۔اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تنقیص اس سے اس طرح لازم آتی ہے کہ ان حضرات نے اس واقعہ کے معجزہ ہونے کو اس پر موقوف کیا ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی اُنگلیوں سے پانی نکلتا تھا۔حالانکہ اس کا کہیں ثبوت نہیں۔احادیث سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک پیالہ میں پانی منگا کر اپنا دستِ مبارک اس میں رکھ دیا تو پانی اُبلنے لگا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی اُنگلیوں کے درمیان سے اُبلتا ہوا نظر آتا تھا، اس سے یہ کہاں معلوم ہوتا ہے کہ لحم وشحم سے پانی نکلتا تھا۔بلکہ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دستِ مبارک رکھ دینے سے وہ پانی بڑھنے لگا اور جوش مارنے لگا اور اُنگلیوں کے درمیان سے اس کا اُبلنا نظر آتا تھا۔اب جن صاحب نے اس معجزہ کے اعجاز کو اس بات پر موقوف کیا کہ پانی لحم وشحم سے نکلا تھا، جس کا کچھ ثبوت نہیں، تو گویا در پردہ، وہ اس اعجاز کے معجزہ ہونے سے انکار کرتے ہیں کیونکہ لحم وشحم سے تو پانی کا نکلنا ثابت ہی نہ ہوا''

(البدائع ،صفحہ ۹۵ تا ۹۷،مطبوعہ مکتبہ تالیفات اشرفیہ، تھانہ بھون)

مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی نے پتھر سے پانی نکلنے والے معجزہ کو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے معجزہ سے کم تر کہہ کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کی بھی توہین کی ہے،اور در پردہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے معجزہ کا بھی اِنکار کر دیا ہے، کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی اُنگلیوں سے پانی کا نکلنا ثابت نہیں ہے۔عین ممکن ہے کہ مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے مولوی قاسم نانوتوی کی

کتاب کا وہ اقتباس پڑھ کر یہ رَد لکھا ہو، اَور اس سے مراد مولوی قاسم نانوتوی ہی ہو، کیونکہ اس اقتباس کے شروع میں یہ الفاظ ہیں:

''بعض لوگ تہذیب کے ساتھ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام کی توہین کرتے ہیں اوراس میں عوام کی تو کیا شکایت کی جائے، **خواص تک مبتلا ہیں**۔ گو میرے اس بیان سے بعض خشک علما ناخوش ہوں گے، مگر جو بات ناحق ہوگی اس کو تو بیان کیا ہی جائے گا۔ بعض واعظین و مصنّفین و مدرسین حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی فضیلت دیگر انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام کے مقابلہ میں اس طرح سے ثابت کرتے ہیں کہ اس سے ان کی تنقیص لازم آجاتی ہے''۔

بہرحال ثابت ہوا کہ (دیوبندی مناظرین کے طرزِ استدلال کے مطابق) مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی، مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے فتویٰ سے گستاخ ہے۔

قسط:۲

مولوی طارق جمیل دیوبندی کی طرف سے حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلام کی گستاخی

میثم عباس قادری رضوی

دیوبندی عالم ابوسفیر خیرالامین قاسمی (مردان) کی طرف سے مولوی طارق جمیل دیوبندی کی طرف سے حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلام کی گستاخی کا رَد:

مولوی ابوسفیر خیرالامین قاسمی دیوبندی نے مولوی طارق جمیل دیوبندی کی طرف سے حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلام کی گستاخی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''چند دن قبل آزاد مبلغ مولانا طارق جمیل صاحب نے اپنے ایک بیان میں موضوعی اور اسرائیلی روایت کی آڑ لے کر حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلام کے متعلق ایسے کلمات کہے جو کسی بھی طرح ایک نبی کے شایانِ شان نہیں۔ اس پر امت کے علمائے کرام نے اپنے بیانات میں تنقید فرمائی۔ لیکن تاحال مولانا کا اعلانیہ رجوع سامنے نہیں آیا''۔

(مجلّہ صفدر، لاہور۔ صفحہ، شمارہ ۱۱۳، ۱۱۴، بابت جولائی، اگست، ۲۰۲۰ء)

دیوبندیوں کے ''ماہنامہ غزالی پشاور'' میں مولوی طارق جمیل دیوبندی کی طرف سے حضرت یوسُف عَلَیْہِ السَّلام کی گستاخی کا رَدّ:

مولوی ڈاکٹر سعید اللہ دیوبندی کی زیر سرپرستی شائع ہونے والے دیوبندیوں

کے ''ماہنامہ غزالی، پشاور'' میں مولوی طارق جمیل دیو بندی کی طرف سے حضرت یوسف عَلَیۡہِ السَّلام کی گستاخی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''بیان: (طارق جمیل صاحب کے بیان پر مولانا محمد مکی صاحب کا تبصرہ)۔

طارق جمیل صاحب کا بیان:

''یوسُف عَلَیۡہِ السَّلام کے بھائیوں کے ظلم کی وجہ سے ۴۰ سال اُن کو در بدر ہونا پڑا۔ ان پر تہمت لگی، زلیخا نے تہمت لگائی۔ اور پھر جب عورتوں میں بات پھیل گئی کہ مجرم تو یوسُف نہیں، مجرم تو زلیخا ہے۔ تھوڑی بدنامی ہونے لگی، تو انھوں نے یوسُف علیہ السلام کو گدھے پر بٹھا کے، منہ کالا کر کے پورے شہر میں چکر لگوایا اور پیچھے اعلان کروایا کہ: ھٰذَا جَزَاءَ مَنۡ اَرَادَ بِسَیِّدِہِ السُّوء ۔ ''جو اپنے آقا سے بُرائی کرے، اس کی یہ سزا ہے''۔ یہ بازار میں نبی ابن نبی، ابن نبی، ابن نبی، گدھے پر پھرایا جا رہا ہے''

مولانا محمد مکی صاحب کا بیان:

(مولانا محمد مکی صاحب، جو آج کل روزانہ بیت اللہ شریف کے سامنے برآمدے میں بیان کرتے ہیں)

''کہتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب تقریر فرما رہے تھے کہ حضرت یوسُف عَلَیۡہِ السَّلام کو جیل میں ڈالنے سے پہلے نَعُوۡذُبِاللّٰہ ان کا منہ کالا کیا گیا، گدھے پہ بٹھایا گیا، شہر کے چکر لگوائے گئے۔ نَعُوۡذُبِاللّٰہ، ثُمَّ نَعُوۡذُبِاللّٰہ، لَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡم، اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن ۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو اتنا ذلیل اور رُسوا نہیں کرتے۔ اِنَّالَنَنۡصُرُ رُسُلَنَاوَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَاوَیَوۡمَ

یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:''ہم اپنے رسولوں کی مدد کرتے ہیں''۔یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کا جیل میں جانا جو ہے، یادرکھو! یہ تو کوئی بطور سزا تو تھا ہی نہیں۔ مولوی صاحب کو کسی نے بٹھایا ہوگا گدھے پر،اس لیے اپنا غصہ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام پر نکال رہے ہیں۔بھئی یوسُفؑ کے بارے میں عزیزِ مصر بھی جانتا تھا کہ وہ بے گناہ ہیں۔یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۔''اے یوسُف ! چھوڑ و اس عورت کو''۔اور بیوی سے کہا:وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِكِ ۔''تم (زلیخا) اپنے گناہ سے توبہ کرو''۔اُس (یوسُفؑ) کا تو گناہ ہی نہیں۔ پھر جب عورتوں نے مکر چلایا تو اب یوسُفؑ گھبرا گئے کہ پہلے تو ایک تھی، اب تو کئی میرے پیچھے پڑ گئی ہیں۔تو انہوں نے خود دعا مانگی تھی کہ:قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۔ کہ یااللہ!ان کے مکر سے تُو مجھے جیل بھیج دے۔تو یہ تو ان کی اپنی دعا تھی۔ دوسرے یہ کہ عزیزِ مصر اور ان کی بیوی نے مشورہ کیا کہ بات پھیلتی جارہی ہے،بہتر ہے کہ ہم یوسُفؑ کو جیل بھیج دیں۔ وہ یہ جانتے تھے کہ یوسُفؑ بے گناہ ہے۔ پھر یوسُفؑ جیل میں بھی گئے تو اتنی شان سے رہے کہ جیلر اور سارا عملہ آپ کا گویا غلام تھا۔انہیں نے ہی آپ سے خواب کی تعبیریں پوچھیں۔ تو یہ جیل تو ان کی اپنی مانگی ہوئی تھی۔ اس لیے تو جب بہت عرصہ گزر گیا اور رہائی نہ ملی، تو یوسُفؑ نے تہجد کے وقت اللہ سے دُعا کی کہ یااللہ! اب تو بہت عرصہ ہوگیا، میں تو جیل کی زندگی سے تنگ آ گیا ہوں۔ اللہ نے جبریلؑ بھیجا کہ یوسُفؑ سے کہہ،جیل تو تم نے مانگی تھی کہ ان کے مکر سے مجھے جیل زیادہ پسند ہے۔ کہہ دیتے کہ ان کے مکر سے بھی بچاؤ،

جیل سے بھی بچاؤ، ہم دونوں سے بچا لیتے۔اس لیے ایسی باتیں کرنے سے کہ پیغمبرؑ کے شان کے خلاف ہو، بندہ کافر ہو جاتا ہے۔ اسی لیے علمانے لکھا ہے کہ جیسے مولوی کہہ دیتے ہیں کہ جب ایوبؑ کے بدن میں کیڑے پڑ گئے تھے سر سے پاؤں تک اور پھر زبان میں کیڑے پڑ گئے۔ توانہوں نے رَو کر کہا کہ یا اللہ!اک تیرا نام لیتا تھا۔ اب زبان پر بھی کیڑے آ گئے،اب آپ کا نام بھی نہیں لے سکتا۔اس کے بعد اللہ نے حکم دیا۔ یہ بھی غلط بات ہے، کیڑے پڑنا کوئی اچھی بات ہے؟ جب قرآن نے نہیں کہا،تو تم نے کہاں سے کیڑے پکڑ لیے ہیں۔قرآن نے کہا:اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۔ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۔ آپ کو تکلیف ہوئی،لیکن یہ کہنا کہ کیڑے پڑ گئے تھے، غلط بات ہے۔اس لیے یعقوبؑ کو بھی اندھا نہ کہو، اندھا کہنا عیب ہے۔اور اللہ نے بھی ان کو اندھا نہیں کہا۔فرمایا:وَتَوَلّٰی عَنْھُمْ وَقَالَ یٰاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ وَابْیَضَّتْ عَیْنٰہُ مِنَ الْحُزْنِ فَھُوَ کَظِیْمٌ ۔ روتے روتے آنکھیں سفید ہو گئی (یعنی نور کم ہو گیا) تم ایسی باتیں کہتے ہو،اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ آج کل کیا کرے، ہر آدمی بن گیا مولوی۔جس نے گلے میں کپڑا ڈال لیا، بال شال بڑھا لیے، وہ بن گیا مولوی۔چاہے قاعدہ بھی نہ پڑھا ہو''۔

تبصرہ: پیغمبروں کے بارے میں بنی اسرائیل کے پاس جو واقعات اور روایتیں ہیں، انہیں اسرائیلیات کہا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل یعنی یہودی اور عیسائی تو اتنے بے احتیاطے اور بے تکے ہیں کہ ان کی روایات میں پیغمبروں کے بارے میں شراب پینا تک لکھا ہوا ہے۔اس لیے مسلمان علما کی اکثریت اس اصول کو لیے ہوئے ہیں کہ

اسرائیلیات کو قرآن کی تفسیر اور حدیث کی تشریح اور انبیاء عَلَیْہِ السَّلَام کے واقعات میں بالکل نہیں لینا چاہیے۔ چند علما نے بعض ایسی روایات جو قرآن وحدیث اور اِسلامی تعلیمات سے نہ ٹکرا رہی ہوں، لی ہیں۔

طارق جمیل صاحب بیان میں رنگینی پیدا کرنے کے لیے اسرائیلیات اور اسی طرح اہلِ تشیُّع کی روایات بیان کر لیتے ہیں۔ یوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کا واقعہ جس طرح انہوں نے بیان کیا، اس سے اندازہ ہوا کہ درسی علم، بلا کی ذہانت اور جوشِ تقریر کے ساتھ انہیں حضراتِ کاملین کی تفصیلی صحبت نہیں ملی ہے۔ جس سے آدمی میں احتیاط اور فرقِ مراتب کا فہم پیدا ہوتا ہے۔ کسی آدمی کی دِینی کارکردگی، عوام میں مقبولیت، جوشِ بیان، تحریکوں میں اہم حیثیت مل جانا، اس کو دیکھ کر حضراتِ صوفیہ خلافتوں کے ہار بھی انہیں پہنا دیتے ہیں۔ وقت آنے پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تفصیلی تربیت اور خوب رگڑا رگڑی کے بغیر جب ایسے اعزاز دے دیے جائیں، تو یہی نتائج سامنے آتے ہیں''

(اِدارہ اشرفیہ عزیزیہ کا ترجمان ماہنامہ غزالی، پشاور، صفحہ ١٥،١٦،١٧، بابت ذو القعدہ، ذو الحجۃ، ١٤٤٠/ اگست ٢٠١٩ء)

(جاری ہے)

مماتیوں کے دیوبندی ہونے سے حیاتیوں کے اِنکار کا مختصر مگر مدلل جواب

میثم عباس قادِری رضوی

دیوبندیوں کا حیاتی گروہ عموماً اپنے مماتی گروہ کو ''دیوبندی'' تسلیم کرنے سے اِنکار کر دیتا ہے۔ مولوی ابوایوب دیوبندی نے ''فصلِ خداوندی'' کے مقدمہ میں مماتی دیوبندیوں کے متعلق لکھا ہے:

''جو اِن مماتیوں کو دیوبندی کہے، وہ حلالی نہیں''۔

(فصلِ خداوندی، صفحہ ۵۳، مطبوعہ مکتبہ صوت القرآن، دیوبند)

اس سے مزید آگے لکھا:

''باقی ہم اور ہمارے اکابر، نہ ان کو اَہْلُ السنَّة والجمَاعَة دیوبند سمجھتے تھے، اور نہ سمجھتے ہیں''۔

(فصلِ خداوندی، صفحہ ۵۳، مطبوعہ مکتبہ صوت القرآن، دیوبند)

مولوی عمیر قاسمی دیوبندی نے بھی متعدد مقامات پر مماتیوں کے دیوبندی ہونے سے اِنکار کیا ہے، ذیل میں صرف ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

''ہم ان کو اہلِ سنت و جماعت سے خارج سمجھتے ہیں''۔

(فصلِ خداوندی، صفحہ ۱۰۹، مطبوعہ مکتبہ صوت القرآن، دیوبند)

مماتیوں کے ''دیوبندی'' ہونے سے حیاتی دیوبندیوں کے اِنکار کا مختصر جواب

ذیل میں ملاحظہ کیجیے۔

زبردست اِلزامی جواب:

☆طاہرالقادری کے خلاف علمائے اہلِ سنت نے کئی کتابیں لکھی ہیں،فتوے جاری کیے ہیں،لیکن اس کا علم ہونے کے باوجود دُشنام باز دیوبندی ٹولہ ان کو بریلوی قرار دیتا ہے۔"مناظرہ کوہاٹ" کے مرتب ساجد خان دیوبندی نے اس کے مقدمہ میں لکھا ہے:

"بریلوی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری"۔

(روئیداد مناظرہ کوہاٹ،صفحہ۱۲،مطبوعہ انجمن دعوۃ اھل السنّۃ والجَمَاعَۃ)

☆اسی مناظرہ میں دیوبندی مناظر مولوی ابوایوب دیوبندی نے بھی کہا ہے:

"یہ طاہرالقادری کی کتاب ہے،تمہارا شیخ الاسلام ہے،ہمارا نہیں"۔

(روئیداد مناظرہ کوہاٹ،صفحہ۶۵،مطبوعہ انجمن دعوۃ اھل السنّۃ والجَمَاعَۃ)

☆مولوی ابوایوب دیوبندی نے اپنی کتاب "دست وگریبان" میں بھی لکھا ہے:

"فرقہ طاہریہ کا تعلق بھی فرقہ بریلویہ سے ہے"۔

(دست وگریبان،جلد۲،صفحہ۲۵۱،مطبوعہ دارالنعیم،بیسمنٹ دکان نمبر۱،عمر ٹاور،حق سٹریٹ،چیئر جی روڈ،اُردو بازار،لاہور)

حالانکہ کتاب "دست وگریبان" کے جس مقام پر اس نے طاہرالقادری کے گروہ کا تعلق اہلِ سنت وجماعت بریلوی سے بتایا ہے،اس کے چند صفحات بعد (صفحہ۲۵۷سے۲۷۳تک) طاہرالقادری کے خلاف علمائے اہلِ سنت کے جانب سے تکفیر و تضلیل پر مشتمل فتوے بھی نقل کیے ہیں۔لیکن اس کے باوجود جس طرح ابوایوب دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

''فرقہ طاہریہ کا تعلق بھی فرقہ بریلویہ سے ہے''۔

بالکل اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں:

''فرقۂ مماتیہ کا تعلق بھی فرقۂ دیوبندیہ سے ہے''۔

ماھو جوابکم فھو جوابنا ۔

مولوی ابوایوب دیوبندی کے اُصول سے مماتیوں کے دیوبندی ہونے کا زبردست ثبوت:

☆ مولوی ابوایوب دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

''جب وہ خود کہہ رہا ہے کہ میرا مسلک ''بریلوی'' ہے، تو اس کے قول کو کیوں نہیں مانتے۔ کیا آپ کو یاد نہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے کیا فرمایا: ھلاشققت قلبه ۔یہی بات ہم بھی کہتے ہیں، آپ اس کا دِل چیر کے دیکھ لیتے کہ وہ اپنی بات میں سچا ہے یا نہیں''۔

(دست وگریبان، جلد۲، صفحہ۲۸۷، مطبوعہ دارُالنعیم، بیسمنٹ دکان نمبر۱، عمر ٹاور، حق سٹریٹ، چیٹر جی روڈ، اُردو بازار، لاہور)

بالکل اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ:

''جب مماتی خود کہہ رہے ہیں کہ ہمارا مسلک ''دیوبندی'' ہے، تو اُن کے قول کو کیوں نہیں مانتے؟۔کیا آپ کو یاد نہیں کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کیا فرمایا: ھلاشققت قلبه ۔یہی بات ہم بھی کہتے ہیں، آپ اس کا دل چیر کے دیکھ لیتے کہ وہ اپنی بات میں سچا ہے یا نہیں''

دیوبندی اُصول کی روشنی میں حیاتی دیوبندیوں کا مماتی دیوبندیوں کے حوالہ جات کو نامعتبر کہہ کر، ان سے جان چھڑانے کی کوشش

کرنا دُرُست نہیں:

☆ مولوی ابوالحسنین ہزاروی دیوبندی نے شیعہ کو جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''آپ فِرَقِ شیعہ میں سے کوئی فرقہ ہیں تو یہ اِلزام سایہ کی طرح آپ کے ساتھ رہے گا''۔ (حقیقی دستاویز، صفحہ ۲۰، مطبوعہ حضار التحقیقات اسلامی، پاکستان)

بالکل اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ:

''آپ فِرَقِ دیوبندیہ میں سے کوئی فرقہ ہیں تو یہ اِلزام سایہ کی طرح آپ کے ساتھ رہے گا''۔

مماتی دیوبندی گروہ کو نامعتبر کہہ کر ان کے حوالہ جات سے جان چھڑانے کی کوشش، اس دیوبندی اُصول کی رو سے دُرُست نہیں ہے۔

مماتی صحیح العقیدہ اور اَھلُ السنّۃ والجماعۃ میں شامل ہیں:

دارُالعلوم اکوڑہ خٹک کا فتویٰ:

☆ جمعیت علمائے اِسلام (س) کے سابق سربراہ مولوی سمیع الحق دیوبندی کے والد مولوی عبدالحق دیوبندی اور اکابر دیوبندی مفتیانِ دارُالعلوم اکوڑہ خٹک کے مجموعۂ فتاویٰ سے مماتیوں کے متعلق سوال وجواب ذیل میں ملاحظہ کریں:

''سوال: مولانا پنج پیر اور ان کے متبعین کو ان کے عقائد ونظریات سے اختلاف کی بنا پر کافر کہنا کیسا ہے؟ نیز ان کے ساتھ مسلمانوں جیسے تعلقات قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: مولانا پنج پیر اور ان کے متبعین کا عقیدہ صحیح اور دُرُست ہے اور وہ اَھلُ السنّۃ والجماعۃ میں داخل ہیں، اگرچہ بعض مسائل میں شدّت

سے کام لیتے ہیں جو کہ راہِ اعتدال سے تجاوز کر چکی ہے، اس سختی اور بے جا فتویٰ بازی کی وجہ سے علمائے حقانیین نے ان کی جماعت میں شامل ہونے سے منع فرمایا ہے، لیکن ان کو کافر اور مرتد کہنا صحیح نہیں، علمائے کرام نے تکفیر کے فتویٰ میں بڑی احتیاط کا حکم دیا ہے اور مسلمان ہونے کے ناطے سے ان کے ساتھ مسلمانوں والے تعلقات قائم کرنا صحیح اور درست ہے، کسی بھی مسلمان کو بلا وجہ کافر کہنا موجبِ تعزیر ہے‘‘

(فتاویٰ حقّانِیّة، باب الفرق الاسلامیہ وغیرھا، جلد۱، صفحہ۴۰۳، ۴۰۴، ناشر جامعہ دارُالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک)

قارئین نے ملاحظہ کیا کہ دیوبندیوں کے مستند اِدارہ کے مفتی نے اس فتویٰ میں مماتی دیوبندی گروہ کو صحیح العقیدہ اور اَھلُ السنّة والجماعة میں سے قرار دیا گیا ہے۔

پنج پیری مماتی گروہ کا سربراہ مولوی طاہر ’’دیوبندی‘‘ ہے: قاری فیوض الرحمان دیوبندی

☆ قاری فیوض الرحمان دیوبندی نے ’’علمائے دیوبند سرحد کی تصنیفی خدمات‘‘ کے عنوان سے مقالہ لکھا ہے، اس مقالہ میں مولوی طاہر پنج پیری دیوبندی کی (مزعومہ) خدمات بھی بیان کی ہیں۔ ملاحظہ کریں ’’ماہنامہ الرشید، لاہور‘‘ کا ’’دارُالعلوم دیوبند نمبر‘‘ (بابت فروری، مارچ ۱۹۷۶ء۔ صفحہ ۴۲۲، ۴۲۳)

بتایئے اگر پنج پیری، دیوبندی نہیں ہیں تو ان کا سربراہ مولوی طاہر پنج پیری کیسے ’’دیوبندی‘‘ ہو گیا؟

☆ حکیم انیس احمد صدیقی دیوبندی نے بھی اپنے مقالہ ’’دارُالعلوم کی تفسیری

خدمات'' میں مولوی طاہر پنج پیری دیوبندی کا تعارُف درج کیا ہے، اورقرآنِ کریم کے متعلق ان کی تصنیفات کے نام لکھ کرمختصر تعارف بھی کروایا ہے۔ ملاحظہ کریں ''ماہنامہ الرشید، لاہور'' کا'' دارُالعلوم دیوبند نمبر''۔

(بابت فروری، مارچ ۱۹۷۶ء۔صفحہ ۶۰۲)

پنج پیری گروہ کا سربراہ مولوی طاہر پنج پیری ''دیوبندی'' نظریات کا سختی سے پابند تھا: مفتی زرولی خان دیوبندی

☆مفتی زرولی خان دیوبندی نے مولوی طاہر پنج پیری دیوبندی کے بارے میں کہا ہے کہ:

''حضرت کی جملہ تصنیفات اوران کے دورۂ تفسیر کے کُل ۸۸ کیسٹس سننے سے پتہ چلا کہ وہ اہلِ سنت والجماعت اوردیوبندی نظریات کے سخت پابنداور بڑی قوت سے اس کے عالم اورعامل تھے''

(احسن البرھان فی اقوال شیخنامولانامفتی محمدزرولی خان، صفحہ ۲۰، مطبوعہ احسنی کتب خانہ، احاطہ جامعہ عربیہ احسن العلوم، گلشنِ اقبال، بلاک نمبر۲، کراچی، پاکستان۔اشاعت: ۱۴۲۵ھ/ اکتوبر ۲۰۰۴ء)

قاضی شمس الدین ''دیوبندی'' ہے: حکیم انیس احمدصدیقی دیوبندی

☆حکیم انیس احمدصدیقی دیوبندی نے اپنے مقالہ ''دارُالعلوم کی تفسیری خدمات'' میں مولوی حسین علی واں بھچروی دیوبندی کے تعارف کے ضمن میں قاضی شمس الدین دیوبندی کے متعلق لکھا ہے:

''حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب مُدَّظِلُّہٗ جوآج کل گوجرانوالہ میں دینی خدمات میں مصروف ہیں، حضرت مولانا حسین علی کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب کچھ عرصہ دارُالعلوم دیوبند

میں مدرس رہے ہیں۔ آپ نے قرآن شریف، نصف آخر کا درس دارُالعلوم دیوبند میں دیا تھا۔ احقر بھی درس میں شریک ہوتا تھا''۔

(ماہنامہ الرشید، لاہور۔ دارُالعلوم دیوبند نمبر، بابت فروری، مارچ ۱۹۷۶ء۔ صفحہ ۵۸۷)

☆ حکیم انیس احمد صدیقی دیوبندی نے اسی مقالہ میں الگ سے بھی قاضی شمس الدین دیوبندی کا تعارف بیان کیا ہے، جس میں لکھا ہے کہ:

''حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب، سابق استاذ دارُالعلوم دیوبند، گوجرانوالہ:

آپ دارُالعلوم دیوبند میں درسِ قرآن شریف دیتے تھے، آپ نے حضرت مولانا حسین علی مرحوم سے درسِ قرآن حاصل کیا ہے، آپ کا اندازِ درس عجیب ہے، خلاصہ آیات، ربط پر خاص زور دیتے ہیں۔ آپ نے پورے قرآن کی تفسیر تالیف فرمائی تھی، لیکن وہ کوئی صاحب مستعار لے گئے اور واپس نہ کی''۔

(ماہنامہ الرشید، لاہور۔ دارُالعلوم دیوبند نمبر، بابت فروری، مارچ ۱۹۷۶ء۔ صفحہ ۶۰۰)

یاد رہے کہ قاضی شمس الدین دیوبندی کا تعلق دیوبندیوں کے مماتی فرقہ سے ہے۔ لیکن یہاں دارُالعلوم دیوبند کی خدمات بیان کرنی مقصود ہیں، اس لیے قاضی شمس الدین مماتی کو دیوبندی تسلیم کرلیا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی دیوبندی یہ کہہ دے کہ: ''قاضی شمس الدین دیوبندی ''مماتی'' نہیں ہے، اس لیے اسے دیوبندی لکھا گیا ہے''۔ تو جواباً عرض ہے کہ

☆ مولوی ابواحمد نور محمد تونسوی دیوبندی (مدیر جامعہ عثمانیہ، ترنڈہ محمد پناہ، رحیم یار خان) نے لکھا ہے:

''حضرت مولانا قاضی شمس الدین مرحوم، جو ''اشاعت التوحید والسنۃ''

کے اکابر میں سے ہیں، لکھتے ہیں‘‘

(مُنکرینِ حیاتِ قبر کی خوفناک چالیں، صفحہ۳۲، مطبوعہ مکتبہ اَھْلُ السُّنَّة والجَمَاعة، ۸۷جنوبی، لاہورروڈ، سرگودھا)

مولوی نورمحمد تونسوی دیوبندی نے قاضی شمس الدین دیوبندی کو’’اشاعت التوحیدوالسنۃ‘‘ کے اکابر میں سے قرار دیا ہے اور ساتھ’’حضرت‘‘ بھی لکھا ہے۔ مولوی عمیر قاسمی دیوبندی نے بھی واضح طور پر لکھا ہے کہ:

’’مولانا شمس الدین’’اشاعۃ التوحید‘‘ کے آدمی تھے اور’’اشاعۃ التوحید‘‘ کو ہمارے کھاتے میں نہ ڈالیں‘‘۔

(فضلِ خداوندی، صفحہ۸۷، ۸۸، مطبوعہ مکتبہ صوت القرآن، دیوبند)

اِن حوالہ جات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ جب دیوبند کی خدمات گنوانی ہوں، تو حیاتی دیوبندی، مماتی دیوبندیوں کو’’دیوبندی‘‘ مان لیتے ہیں۔ لیکن جب اِن (مماتی دیوبندیوں) کا کوئی حوالہ اِن حیاتی دیوبندیوں کے خلاف پیش کیا جائے، تو اِن (مماتیوں) کے’’دیوبندی‘‘ ہونے سے اِنکار کردیتے ہیں۔

مولوی عنایت اللہ شاہ گجراتی اور مولوی غلام اللہ دیوبندی کے پیچھے نماز بلاکراہت جائز ہے: دیوبندی مفتیِ اعظم محمد شفیع کا فتویٰ

☆ مولوی محمد حسین نیلوی دیوبندی نے اپنی کتاب میں مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے خلیفہ اور مفتی تقی عثمانی دیوبندی کے والد مفتی شفیع دیوبندی کا فتویٰ نقل کیا ہے، جس میں مماتی دیوبندی فرقہ کے بانی مولوی عنایت اللہ شاہ گجراتی اور مزعومہ دیوبندی شیخ القرآن مولوی غلام اللہ دیوبندی (راولپنڈی) کے پیچھے نماز کو بلا کراہت جائز قرار دیا ہے۔ اگر مفتی شفیع دیوبندی، مماتی فرقہ کو خارج از اہلِ سنت سمجھتے تو کبھی

بلا کراہت نماز کا فتویٰ نہ دیتے۔ ذیل میں مذکورہ سوال وجواب ملاحظہ کریں:

''سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ زید عالمِ دین ہے اور وہ کہتا ہے کہ حضرت مولانا علامہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے اور حضرت مولانا شیخ القرآن غلام اللہ خان صاحبؒ کے متعلق بھی زید کا یوں ہی خیال ہے۔ زید کہتا ہے کہ یہ حیاتُ النبیؐ کے منکر ہیں۔ لہٰذا آپ جواب دے کر ہمارے شک وشُبہہ کا ازالہ فرمائیں، آپ جواب مکمل اور مدلل دیں، آپ کی عین نوازش ہوگی۔ فقط والسَّلام

الجواب: یہ سب انتہائی غلو ہے، نماز ان سب کے پیچھے بلا کراہت ہو جاتی ہے۔ وَاللّٰہُ اَعۡلَم ۔

بندہ محمد شفیع، دارُ العلوم کراچی نمبر۱۴۔ ۱۹۶۹ء/۱/۱۹

مُہر دارُ الافتاء۔

اختر حسین آزاد، بقلم خود، ۷ا محرم ۱۳۸۸ھ''

(ندائے حق، جلد ا، صفحہ ۳۳۷، مطبوعہ مکتبہ اشاعتِ اسلام، دہلی)

مولوی عنایت اللہ شاہ بخاری دیوبندی کی زبردست توثیق، مولوی عمیر قاسمی دیوبندی سے

☆ مولوی عمیر قاسمی دیوبندی نے دیوبندی علما کے ایک فہرست درج کی ہے اور اس فہرست کے اختتام پر لکھا ہے:

''یہ وہ علماءِ کرام ہیں، جو دیوبند کی شان ہیں، جن سے دیوبندیت کی پہچان ہے، جو دیوبند کے اکابرین ہیں''۔

(فضلِ خداوندی، صفحہ ۱۲۲، ۱۲۳، مطبوعہ مکتبہ صوت القرآن، دیوبند)

اس فہرست میں ۲۱ نمبر پر لکھا ہے:

''حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاریؒ''

لطیفہ:

قارئین !آپ نے ملاحظہ کیا کہ دیوبندی علما کی مصدقہ کتاب ''فضلِ خداوندی'' کے مؤلف مولوی عمیر قاسمی دیوبندی کے نزدیک مماتی فرقہ کا پیشوا مولوی عنایت اللہ شاہ بخاری، دیوبندی فرقہ کے اکابر میں سے ہے، اور دیوبند کی شان اور پہچان سمجھا جاتا ہے۔

یہاں لطیفہ یہ ہے کہ (مولوی عمیر قاسمی دیوبندی کی) اسی کتاب کے مقدمہ میں مولوی ابوایوب دیوبندی نے لکھا ہے کہ

''جو اِن مماتیوں کو دیوبندی کہے، وہ حلالی نہیں''۔

(فضلِ خداوندی، صفحہ ۵۳، مطبوعہ مکتبہ صوت القرآن، دیوبند)

لہٰذا ثابت ہوا کہ مولوی عمیر قاسمی دیوبندی سمیت وہ تمام دیوبندی حلالی نہیں ہیں جو مماتیوں کو''دیوبندی'' مانتے ہیں۔

حیاتی دیوبندی علما کے پیش کیے گئے ان حوالہ جات سے ثابت ہوگیا کہ''مماتی گروہ'' ہرگز دیوبندیت سے خارج نہیں ہے۔

حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے نزدیک وہابی ''منکرِ شفاعت'' ہونے کے سبب گمراہ ہیں

میثم عباس قادِری رضوی

حضرت مُلَّا احمد جیون رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ''نُوْرُالْاَنوار'' میں لکھتے ہیں:

''المنار'' اور''نورالانوار'' میں ماتن وشارح نے احناف کا یہ مؤقف بیان کیا ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد میں دُرُست بھی ہوتا ہے اور کبھی خطا بھی کرتا ہے۔ نیز موضعِ اختلاف میں ''حق'' ایک ہی ہوتا ہے، متعدد نہیں ہوتا۔ یعنی اختلافی مسائل میں دو الگ مؤقف رکھنے والے حق پر نہیں ہو سکتے۔ حق پر ایک ہی مؤقف ہوگا، یہ احناف کا مؤقف ہے۔ لیکن اس کے برخلاف معزلہ کہتے ہیں کہ ہر مجتہد دُرُستی پر ہوتا ہے، اور مواضع اختلاف میں ''حق'' متعدد ہوتا ہے۔ یعنی اختلافی مسائل میں الگ الگ مؤقف رکھنے والے سبھی مجتہد ''حق'' پر ہوتے ہیں۔ شارح نے معتزلہ کے اس مؤقف کو باطل قرار دیا ہے کہ ایک مجتہد ایک چیز کو ''حلال'' کہتا ہے اور دوسرا اسی کو ''حرام'' کہتا ہے۔ اب دونوں میں سے کسی ایک ہی کی رائے عنداللہ دُرُست ہوگی۔ ایک ہی چیز عنداللہ ''حلال'' بھی ہو، اَور ''حرام'' بھی، ایسا نہیں ہوسکتا۔ پھر شارح نے وضاحت کی ہے کہ

ہمارے اور معتزلہ کے درمیان یہ جو اختلاف ہے یہ فقہی امور کے بارے میں ہے، اعتقادی نہیں۔ یعنی فقہی مسائل میں مجتہدین کی خطا کے بارے میں ہمارا اَور معتزلہ کا مذکورہ بالا اختلاف ہے۔ یہ اعتقادی مسائل میں خطا کے بارے میں نہیں ہے، کیونکہ اعتقادی امور میں خطا کرنے والا یا تو کافر ہوگا جیسے یہود ونصاریٰ۔ یا گمراہ ہوگا جیسے روافض، خوارج اور معتزلہ وغیرہ۔ جب کہ اجتہادی فقہی امور میں اِختلاف بلکہ خطا، نہ کفر ہے اور نہ گمراہی۔ ''نور الانوار'' میں ہے:

''وھٰذا الاختلاف فی النقلیات دون العقلیات، أی فی الأحکام الفقهیة دون العقائد الدینیة ۔ فإن المخطئ فیها کافر، کالیهود والنصاریٰ ۔ أو مضلل، کالروافض والخوارج والمعتزلة ونحوهم''

(قَمَرِ الْاَقْمَارِ شرح نُوْرُ الْاَنوار، بحث خطاء المجتهد وصوابه، صفحہ ۲۵۶، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

اسی ''ونحوهم'' پر حاشیہ لگاتے ہوئے ''نُوْرُ الْاَنوار'' کے محشّی حضرت علامہ مولانا عبد الحلیم لکھنوی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لکھتے ہیں:

''قوله: ونحوهم، کالوهابی المنکر للشفاعة''

(قَمَرِ الْاَقْمَارِ شرح نُوْرُ الْاَنوار، بحث خطاء المجتهد وصوابه، صفحہ ۲۵۶، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ ایضاً، صفحہ ۶۸۹، مطبوعہ المصباح، اُردو بازار، لاہور)

''شارح کا قول ''ونحوهم'' (وغیرہ): جیسے شفاعت کا منکر وہابی''۔

یعنی شارح نے گمراہوں کی مثال دیتے وقت روافض، خوارج اور معتزلہ

کا ذکر کرنے کے بعد آگے جو اجمالاً ''ونحوھم'' (''اور ان کے جیسے دوسرے'') کہا ہے، جس کا ترجمہ لفظ ''وغیرہ'' سے ہم نے کیا ہے۔ اس کی مثال میں محشّی حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم لکھنوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے منکرِ شفاعت ''وہابی'' کا ذکر کیا ہے کہ جیسے معتزلہ اور روافض وخوارج گمراہ ہیں، اسی طرح شفاعت کے منکر وہابی بھی گمراہ ہیں۔

(قسط:۱)

''دست وگریبان'' کے ردعمل میں مختلف مسائل پر دیوبندی علما کی
باہمی خانہ جنگی کے بیان پر مشتمل الزامی جواب بنام

دیوبندی خانہ جنگی

بجواب

دست وگریبان

مؤلف: میثم عباس قادِری رضوی

دیوبندی مولوی کے گتھم گتھا ہونے کی کہانی ان کے ہم مخرج مولوی کی زبانی:

☆ مولوی حکیم محمود احمد سلفی غیر مقلد (بن مولوی اسماعیل سلفی غیر مقلد) نے اپنے ہم مخرج بھائی مولوی عبدالحق بشیر دیوبندی (ابن مولوی سرفراز خان صفدر گکھڑوی دیوبندی) کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ہم عصرانہ چپقلش کی وجہ سے تنقید تو کسی کے نزدیک بھی قابلِ قبول نہیں اور آپ کا انحصار ہی ہم عصرانہ چپقلش کی پیداوار لٹریچر پر ہے، کیا یہ دیوبندیوں میں نہیں ہے۔ حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری، قاضی نور احمد اور قاضی شمس الدین صاحب کے متعلق آپ کی ہم عصرانہ چپقلش نہیں؟ کیا کچھ آپ نے ان کے متعلق نہیں کہا، کیا مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا مدنی کی آپس میں نہیں لگتی تھی؟ ابھی تجلی کے فائل موجود ہیں کیا ان چیتھڑوں کو کھولنا اور اس سنڈاس کی بدبو سے آپ لوگوں کو آشنا کرنا چاہتے ہیں؟ کیا مولانا اسد مدنی اور قاری طیب کی حالیہ

چپقلش اور دیوبند کی بندش لوگوں کے ذہن سے محو ہوگئی ہے؟''جامعہ رشیدیہ'' طرفین میں گولی چلی،''جامعہ رشیدیہ'' بند ہوگیا، مسجد سیل ہوگئی۔ کیا یہ باہمی پیار کی علامت ہے؟ خدارا اس کوڑے کرکٹ کو دفن رہنے دیجیے، اور اپنے علما کی تضحیک کا سامان نہ کیجیے''

(علمائے دیوبند کا ماضی تاریخ کے آئینے میں، صفحہ ۳۷، مطبوعہ ادارہ نشر التوحید والسنہ، لاہور)

دیوبندی علما کے دست و گریبان ہونے کی کہانی، ساجد خان دیوبندی کی زبانی:

☆ گالی باز، اور دجل میں مہارتِ تامہ رکھنے والے ساجد خان دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا دفاع کرتے ہوئے اپنے ایک ویڈیو بیان میں دیوبندی مسلک کے علما کے دست و گریبان ہونے کو اجمالاً ان الفاظ میں بیان کیا:

''ہمارے دارالعلوم دیوبند سے عبید اللہ سندھی رَحِمَہُ اللّٰہ کو باہر نکالا گیا۔ حال ہی میں زاہد الراشدی صاحب کے خلاف کیا کچھ نہیں لکھا گیا۔ مفتی زرولی خان صاحب، مولانا طارق جمیل صاحب کے بارے میں کیا کچھ نہیں کہتے؟۔ اور اسی ''وفاق المدارس'' کے اندر شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی صاحب کے خلاف فتوی آچکا ہے کہ یہ بینکوں کے سود کو حلال کر رہے ہیں۔ معاذ اللہ۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے خلاف رائے آچکی ہے کہ وہ ''وفاق المدارس'' میں دخل اندازی کرتے ہیں''۔

مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی (بانیِ سپاہِ صحابہ) اور مولوی فضل الرحمان دیوبندی (سربراہ جمعیت علمائے اسلام (ف)) دست و گریبان:

بقول دیوبندی علما، مولوی حق نواز دیوبندی (بانیِ ''سپاہِ صحابہ'') کا مولوی فضل

الرحمان دیوبندی (سربراہ جمعیت علمائے اسلام (ف)) کی شیعہ نواز پالیسی سے شدید اختلاف تھا،اس کے ثبوت ذیل میں پیش کیا جارہے ہیں۔

(۱)۔ دیوبندی مذہب میں ''سفیرِ ختم نبوت'' اور ''فاتحِ ربوہ'' کہلانے والے مولوی منظور چنیوٹی دیوبندی نے اپنے مضمون ''آخری ملاقات سے آخری دیدار تک'' میں مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی کا یہ فقرہ نقل کیا ہے:

''اس نصیحت کے بعد فرمانے لگے کہ آپ بھی اپنی جماعت (درخواستی گروپ) سے بعض وجوہات کی بناء پر رنجیدہ ہیں اور میں بھی اپنی جماعت (فضل الرحمان گروپ) کی شیعہ نواز پالیسی سے کبیدہ خاطر ہوں اور تقریباً چھوڑ چکا ہوں''

(ماہنامہ خلافتِ راشدہ، فیصل آباد، صفحہ۹۵، ۹۶۔ حق نواز شہید نمبر، بابت فروری۱۹۹۱ء۔ایضاً صفحہ۱۸۲۔سالنامہ سرخرو، لاہور۔بابت فروری۲۰۱۰ء)

نوٹ: قوسین میں درج الفاظ،اصل مضمون میں موجود ہیں۔

اس اقتباس سے بھی معلوم ہوا کہ مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی نے مولوی فضل الرحمان دیوبندی کو''شیعہ نواز'' قرار دیا ہے۔

(۲)۔مولوی الیاس بالاکوٹی دیوبندی نے مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی کی سوانح پر بعنوان ''حالات وواقعات'' ایک مقالہ لکھا ہے، اس مقالہ کا پہلا اقتباس ملاحظہ کیجیے جس میں مولوی فضل الرحمان دیوبندی کو شیعہ نواز لکھا گیا ہے:

''الیکشن کے بعد ملکی سطح پر بھی سیاست نے نیا رُخ اختیار کرلیا، ان انتخابات کے نتیجے میں مرکز میں پیپلز پارٹی برسرِ اقتدار آگئی، جس کی چیئرپرسن بلکہ شریک چیئرمین (ماں بیٹی) مس بے نظری (بے نظیر از

ناقل) بھٹو صاحبہ نے وزارتِ عظمیٰ کا قلمدان سنبھالا۔ حضرت مولانا حق نواز جھنگوی کے لیے یہ دن قیامت کا دن تھا کہ حالات رفتہ رفتہ یہاں تک پہنچ گئے کہ ایرانی النسل شیعہ وہ بھی مغربی طرزِ تعلیم و تربیت یافتہ (کریلا نیم چڑھا) ایک دوشیزہ ایک عظیم اسلامی ملک کی سربراہِ مملکت بن گئی۔ آپ بڑے کرب سے دوچار ہو گئے اور اپنی شکست بھول کر اس غم میں مبتلا ہو گئے۔ مولانا حق نواز واحد مقتدر عالم تھے کہ انہوں نے اسی وقت اس پر برملا اظہارِ نفرت و برہمی شروع کر دیا اور یہیں سے ان کے اور مولانا فضل الرحمان صاحب کے تعلقات میں کشیدگی آنی شروع ہو گئی۔ کیونکہ پوری سیاست میں اور ان کے اقتدار پہ آنے تک مولانا فضل الرحمان کا رویہ لچک دار رہا ہے، پیپلز پارٹی کے احیاء اور استحکام میں ان کے اس رویے کا خاصہ عمل دخل رہا تھا اور مولانا کے سب سامنے تھا۔ تاہم اس کھچاؤ کا خواص اور ساتھیوں کے علاوہ عوام کو علم نہ ہونے دیا اور اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے ان کا رُخ مکمل پھیرنے کی سعی میں لگے رہے۔ ظاہری رفاقت کا بھرم قائم رکھا اور شکوے، شکایات اور بحث وتبادلہ خیالات جاری رہے۔ اس وقت مولانا کو بعض اکابر واساتذہ نے مشورہ دیا کہ آپ کا مشن اور محنت کا رُخ اور آپ کی جماعت سے سیاسی وابستگی دو متضاد راستوں پر قدم ہے۔ آپ برملا شیعہ کو کافر کہتے ہیں، انہیں ملک وملت کے دشمن قرار دیتے ہیں، آپ کی تقاریر میں یہاں تک بیان ہوتا ہے کہ شیعہ جس پیالی میں پانی پیتے ہیں اس پیالی کو توڑ دو، اس کپ میں چائے نہ پیو جس میں شیعہ پی چکا ہو۔ وغیرہ۔ ادھر آپ کی جماعت کے قائد مولانا فضل الرحمان صاحب شیعہ رہنماؤں سے گلے مل

رہے ہیں، ان کے ساتھ میٹنگوں میں شریک ہوتے ہیں، ان کے ساتھ مشترکہ جدوجہد کے منصوبے بنا رہے ہیں، مولانا پہ دباؤ بھی بڑھ رہا تھا، ادھران کا دل یہ نہ مانتا تھا کہ ادھر سے کٹ کر دوسری طرف جاملوں اور علمائے کرام کی دھڑے بندی میں میرا بھی کردار شامل ہو، اسی لیے خاموشی سے فضل الرحمان گروپ سے پیچھے ہٹنے لگے‘‘۔

(ماہنامہ خلافتِ راشدہ، فیصل آباد، صفحہ۱۵۳، ۱۵۴۔ حق نواز شہید نمبر، بابت فروری ۱۹۹۱ء۔ ایضاً صفحہ ۶۵۔ سالنامہ سرخرو، لاہور۔ بابت فروری ۲۰۱۰ء)

(۳) مولوی الیاس بالاکوٹی دیوبندی کے مقالہ کا دوسرا اقتباس ذیل میں ملاحظہ کیجیے، جس میں لکھا ہے کہ مولوی فضل الرحمان دیوبندی نے مولوی حق نواز جھنگوی کو بھاری اکثریت سے جیتنے کے باوجود ’’جمعیت علماء، فضل الرحمان گروپ‘‘ پنجاب کا امیر نہ بنایا:

’’ماہِ جون ۱۹۸۹ء میں لاہور میں جمعیت علماء فضل الرحمان گروپ کے صوبائی انتخابات ہوئے تو آپ کی صوبائی امارت کے لیے نامزدگی ہوئی، اور پھر بھاری اکثریت سے جیت گئے۔ مولانا فضل الرحمان صاحب نے مداخلت کی، اس سے آگے ناگفتنی ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ مولانا جھنگوی کو امارت سے دست کش ہونا پڑا، اور ایک صاحب، جن کا جھکاؤ سابقہ عناصر کی طرح ہی تھا، کو آگے لایا گیا‘‘

(ماہنامہ خلافتِ راشدہ، فیصل آباد، صفحہ۱۵۴۔ حق نواز شہید نمبر، بابت فروری ۱۹۹۱ء۔ ایضاً صفحہ ۶۶۔ سالنامہ سرخرو، لاہور۔ بابت فروری ۲۰۱۰ء)

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں دیوبندی علما میں اختلاف موجود تھا۔

ضروری نوٹ: مولوی الیاس بالاکوٹی دیوبندی کے مقالہ بعنوان ''حالات وواقعات'' کے دو اقتباسات آپ نے اُوپر ملاحظہ کر لیے ہیں، اب ذیل میں اس مقالہ کے وہ تین اقتباسات ملاحظہ کیجیے جو ''ماہنامہ خلافتِ راشدہ، فیصل آباد، صفحہ ۱۵۳، ۱۵۴۔ حق نواز شہید نمبر، بابت فروری ۱۹۹۱ء'' میں تو شامل ہیں، لیکن یہی مقالہ جب ''سالنامہ سرخرو، لاہور۔ بابت فروری ۲۰۱۰ء'' کے ''امیرِ عزیمت شہید نمبر'' میں شائع ہوا تو اس میں سے نکال دیے گئے۔ یاد رہے ''سالنامہ سرخرو، لاہور'' کے ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ سعد شجاع آبادی دیوبندی ہیں۔

پہلا اقتباس:

(۴) ''مولانا جھنگوی اور حضرت صاحبزادہ فضل الرحمان صاحب کی راہیں جُدا جُدا ہوگئیں، ازاں بعد خود مولانا فضل الرحمان صاحب نے بھی ایسے اقدامات کیے جس سے حضرت جھنگوی صاحب کو دُور کرنا مقصود تھا''۔

(ماہنامہ خلافتِ راشدہ، فیصل آباد، صفحہ ۱۵۴۔ حق نواز شہید نمبر، بابت فروری ۱۹۹۱ء)

دوسرا اقتباس:

(۵)۔ ''مولانا فضل الرحمان صاحب نے جھنگ کا دورہ کیا تو اپنی ایک تقریب میں مولانا حق نواز پر طنزیہ چوٹیں کیں، کچھ کارکن مشتعل بھی ہوئے''۔

(ماہنامہ خلافتِ راشدہ، فیصل آباد، صفحہ ۱۵۵۔ حق نواز شہید نمبر، بابت فروری ۱۹۹۱ء)

تیسرا اقتباس:

(۶)۔ ''جھنگ صدر غلہ منڈی کے ایک بڑے جلسے، جس میں جمعیت

علمائے ہند کے امیر حضرت صاحبزادہ مولانا محمد اسعد صاحب مدنی مدظلہ بھی شریک تھے، مولانا فضل الرحمان بھی ساتھ تھے۔ مولانا جھنگوی کو بھی دعوتِ تقریر دی گئی، مولانا نے معذرت کردی اور مولانا فضل الرحمان صاحب کی آمد پر تقریر چھوڑ کر چلے گئے اور ان کی طرف کوئی التفات نہ کی''۔

(ماہنامہ خلافتِ راشدہ، فیصل آباد، صفحہ ۱۵۵۔ حق نواز شہید نمبر، بابت فروری ۱۹۹۱ء)

مولوی الیاس بالاکوٹی دیوبندی کے پیش کیے گئے تمام اقتباسات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ:

۱۔ مولوی فضل الرحمان دیوبندی شیعہ نواز ہے۔

۲۔ مولوی فضل الرحمان دیوبندی نے اپنی تقریر میں مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی پر طنزیہ چوٹیں کیں۔

۳۔ مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی نے مولوی فضل الرحمان دیوبندی کا بائیکاٹ کردیا، مولوی فضل الرحمان دیوبندی نے خود بھی مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی کو اپنے سے دُور کیا۔ اور یوں دونوں کی راہیں جُدا ہوگئیں۔

۴۔ جماعتی الیکشن میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوجانے کے باوجود مولوی فضل الرحمان نے مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی کو اپنی جماعت کا صوبائی امیر نہ بننے دیا۔

(۷)۔ دیوبندی فرقہ میں خطیبِ پاکستان کہلانے والے مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی نے اپنے مضمون ''مولانا حق نواز، خدائی آواز'' میں لکھا ہے:

''میں یہ بات نہایت وثوق سے کہتا ہوں کہ جمعیت کے پاس پوری جماعت کی جو افرادی قوت تھی مولانا حق نواز نے تنہا وہ افرادی قوت

جمعیت علمائے اسلام کو عطا کی، مگر جب مولانا حق نواز کو دستارِ فضلیت باندھنے کا وقت آیا تو جمعیت کی لیڈر شپ نے ہی گروہی سیاست کا مکروہ ہتھکنڈہ استعمال کر کے مولانا حق نواز کو اس منصب سے دُور کر دیا، جس کے وہ جماعتی محنت کی وجہ سے حق دار تھے، اس کا جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے''۔ (صفحہ ۲۴۵۔ سالنامہ سرخرو، لاہور۔ بابت فروری ۲۰۱۰ء)

بقول مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی، جمعیت علمائے اسلام کی قیادت (یعنی مولوی فضل الرحمان دیوبندی) نے مکروہ ہتھکنڈے استعمال کر کے مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی کو اس کے منصب سے دُور کر دیا۔

(۸)۔ مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی اور مولوی فضل الرحمان دیوبندی کے ایک دوسرے سے اختلاف اور ناپسندیدگی کی وجہ مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی نے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

''جمعیت علمائے اسلام (فضل الرحمان گروپ) میں تو مولانا حق نواز شہیدؒ خود شریک رہے، الیکشن بھی جمعیت کے پلیٹ فارم سے لڑا، جمعیت کو ایک مضبوط افرادی قوت عطا کی، مگر مولانا فضل الرحمان سے ہمیشہ شاکی رہتے تھے، اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ مولانا فضل الرحمان، مولانا حق نواز کی سرگرمیوں کو فرقہ پرستی پر مبنی قرار دیتے تھے، مولانا حق نواز نے ''شیعہ کافر'' کا جو نعرہ ''انجمن سپاہِ صحابہؓ'' کو دیا تھا مولانا فضل الرحمان اس کو پسند نہیں کرتے تھے اور نہ ہی مولانا حق نواز کا طریقۂ کار انہیں پسند تھا۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی کے آخری دنوں میں مولانا حق نواز نے اسٹیج پر مولانا فضل الرحمان پر تنقید شروع کر دی تھی''

(صفحہ ۲۴۶۔ سالنامہ سرخرو، لاہور۔ بابت فروری ۲۰۱۰ء)

نوٹ: قوسین میں درج الفاظ، اصل مضمون میں موجود ہیں۔

مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی کے اس اقتباس سے بھی معلوم ہوا کہ مولوی حق نواز جھنگوی اور مولوی فضل الرحمان دیوبندی میں شیعیت نوازی کے مسئلہ پر شدید اختلاف تھا۔

(۹)۔قاضی طاہر علی الہاشمی دیوبندی نے اپنے مضمون ''سراغ رساں ابنِ سراغ رساں'' میں آصف علی زرداری کو دلائل سے شیعہ ثابت کیا ہے اور مولوی فضل الرحمان دیوبندی اور مولوی سمیع الحق دیوبندی کی جماعتوں کو شیعہ نواز قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ کم از کم آصف علی زرداری کے شیعہ ہونے میں ذرّہ برابر شک نہیں ہوسکتا، لیکن یہ بات ضرور باعثِ تعجب ہے کہ آصف علی زرداری، جمعیت علمائے اسلام ''س'' اور ''ف'' کے قائدین مولانا سمیع الحق اور مولانا فضل الرحمان کی بھرپور اور اعلانیہ حمایت واعانت سے صدرِ پاکستان منتخب ہوئے ہیں اور جمعیت علمائے اسلام کے ممبرانِ صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینٹ نے باقاعدہ طور پر شیعہ اُمیدوار کے حق میں اپنے ووٹ استعمال کرکے مولانا منظور نعمانی، ان کے تصدیق کنندگان اور شہدائے ناموسِ صحابہؓ کی ارواح کو خوب تڑپایا ہے''۔(صفحہ ۴۲۹۔سالنامہ سرخرو، لاہور۔ بابت فروری ۲۰۱۰ء)

اس سے معلوم ہوا کہ بقول قاضی طاہر علی الہاشمی دیوبندی، مولوی فضل الرحمان دیوبندی اور مولوی سمیع الحق دیوبندی نے شیعہ نوازی کا ارتکاب کرکے اپنے اکابر کی ارواح کو خوب تڑپایا ہے۔

(۱۰)۔سابق سربراہ ''سپاہِ صحابہ'' ابومعاویہ مولوی اعظم طارق دیوبندی نے بھی

مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی اور مولوی فضل الرحمان دیوبندی کے درمیان شیعہ کے متعلق اختلاف کا ذکر کیا ہے:

''جب مولانا فضل الرحمان صاحب، شیعیت کے کفر کو تسلیم نہ کرنے پر کمر بستہ ہو جاتے تو مولانا لطف الرحمان مصالحانہ انداز میں آگے بڑھتے''۔

(میرا جُرم کیا ہے؟، صفحہ ۲۷۹، ناشر: مولوی ثناء اللہ سعد شجاع آبادی۔ ملنے کا پتہ: جامع مسجد حق نواز شہیدؒ، جھنگ صدر)

(۱۱)۔مولوی اعظم طارق دیوبندی (سابق سربراہ سپاہِ صحابہ) نے مولوی فضل الرحمان دیوبندی کو مخاطب کرتے ہوئے مزید کہا:

''جب تک آپ نے ان کی سرپرستی فرمائی انہوں نے بھی آپ کو برملا قائد تسلیم کیا اور آپ کے گن گائے، لیکن جب آپ نے انہیں نظر انداز ہی نہیں کیا بلکہ برملا طور پر یہ کہنا شروع کر دیا کہ جو سپاہِ صحابہؓ میں رہنا چاہتا ہے وہ جمعیت چھوڑ دے اور پھر اخبارات میں مولانا کے مشن اور کاز سے اعلانِ لاتعلقی کرنے کی مہم شروع کی، حتی کہ ۱۹۸۹ء کے آخری ایام میں ان کے اسلام آباد میں آپ کی رہائش گاہ پر پانچ روز تک ایک معمولی سے مسئلہ کے لیے بیٹھے رہنے کے بعد مایوس ہو کر چلے جانے کا واقعہ پیش آیا تو پھر وہ برملا طور پر نہ صرف آپ حضرات کی پالیسیوں کی مخالفت کرنے لگ گئے تھے بلکہ خود جمعیت کا میدان چھوڑ کر سپاہِ صحابہؓ کے مشن کے لیے وقف ہو گئے''۔

(میرا جُرم کیا ہے؟، صفحہ ۲۸۰، ناشر: مولوی ثناء اللہ سعد شجاع آبادی۔ ملنے کا پتہ: جامع مسجد حق نواز شہیدؒ، جھنگ صدر)

حضرتِ غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی گیارہویں شریف کی نسبت سے دیوبندی علما کے پیش کیے گئے ان گیارہ اقتباسات سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ''سپاہِ صحابہ'' مولوی فضل الرحمان دیوبندی کو شیعہ نواز سمجھتی ہے، ان دونوں دھڑوں میں اس نقطے پر شدید اختلاف موجود ہے۔ یہ بھی آپ نے ملاحظہ کیا کہ مولوی اعظم طارق دیوبندی نے مولوی فضل الرحمان دیوبندی کے حوالے سے صراحتاً لکھا ہے کہ موصوف برملا یہ بات کہتے تھے کہ ''جو ''سپاہِ صحابہ'' میں رہنا چاہتا ہے وہ جمعیت علمائے اسلام (فضل الرحمان گروپ) کو چھوڑ دے''۔ اس سے بھی ان دونوں جماعتوں میں موجود اختلاف کی شدت کا پتہ چلتا ہے۔ لٰہذا جو دیوبندی ''سپاہِ صحابہ'' اور مولوی فضل الرحمان دیوبندی کے درمیان اختلاف کا انکار کرے گا اُس کو ان حوالہ جات کا جواب دینا ہوگا جو راقم نے ان دونوں جماعتوں کے اختلاف کے سلسلے میں پیش کیے ہیں۔

میاں شیر محمد شرقپوری کے مسلک کی بابت دیوبندی گتھم گتھا

پہلا رُخ:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی کتاب میں میاں شیر محمد شرقپوری کو بریلوی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''ہر آدمی جانتا ہے کہ شرقپوری صاحب بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے''

(فرقہ مماتیت کا تحقیقی جائزہ، صفحہ ۴۰، مطبوعہ مکتبۂ اہل السنۃ والجماعۃ، ۸۷۔ جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا۔ طبع اوّل مئی ۲۰۱۴ء)

دوسرا رُخ:

☆ جبکہ دوسری طرف مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا مرید مولوی ابوایوب

دیوبندی اپنے مضمون بعنوان ''شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللّٰہ علیہ کا مسلک'' (مطبوعہ ''دوماہی دیوبندی مجلّہ، انوارالحرمین۔ لاہور۔شمارہ:ا'') میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی تغلیط کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ میاں شیر محمد شرقپوری دیوبندی مسلک کے ہم نوا تھے۔

☆ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے بھی اپنی کتاب ''مطالعہ بریلویت'' جلداوّل، صفحہ۴۰۱ پر لکھا ہے:

''حضرت میاں صاحب اپنے مسلکِ عالی میں اس بات کے قائل تھے کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں، اس سے واضح ہے کہ آپ دیوبندی مسلک رکھتے تھے''۔

(مطالعہ بریلویت، جلداوّل، صفحہ۴۰۱، مطبوعہ دارالمعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

☆ مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''پیرِ کامل حضرت مولانا میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ''

(عباراتِ اکابر، صفحہ۳۶، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

☆ مشہور دیوبندی پیر نفیس الحسینی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

(۱) ''حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ''

(۲) ''حضرت میاں صاحب شرقپوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ''

(حکایت مہر وفا، مشمولہ ماہنامہ الرشید، لاہور، دارُ العلوم دیوبند نمبر، جلد:۴، شمارہ:۲، ۳، بابت فروری مارچ ۱۹۷۶ء، ایضاً، صفحہ۱۹، ۲۱، مطبوعہ دارُ النَّفائس، نفیس منزل، کریم پارک، راوی روڈ، لاہور۔ ایضاً، صفحہ۱۲، ۱۴، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین، ۶۔ بی، شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور)

☆ حافظ اکبر شاہ بخاری دیوبندی نے اپنی کتاب ''تذکرہ اولیائے دیوبند''

(صفحہ۲۶۹ تا ۲۷۵، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، اقرا سنٹر، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور) میں میاں شیر محمد شرقپوری کا تذکرہ شامل کیا ہے، ذیل میں چند اقتباسات ملاحظہ کریں، جن میں میاں صاحب کا نام بہت عقیدت سے لیا گیا ہے:

''حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ''

(ایضاً، صفحہ۲۶۹)

''حضرت میاں صاحبؒ''

(ایضاً، صفحہ۲۷۰)

''حضرت میاں صاحبؒ''

(ایضاً، صفحہ۲۷۱)

''حضرت میاں صاحبؒ''

(ایضاً، صفحہ۲۷۲)

''حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ''

(ایضاً، صفحہ۲۷۳)

''حضرت میاں صاحب شرقپوری قُدِّسَ سِرُّہٗ''

(ایضاً، صفحہ۲۷۴)

''ایک برگزیدہ ولی''

(ایضاً، صفحہ۲۷۵)

''آپ ایک ولیِ کامل تھے''

(ایضاً، صفحہ۲۷۵)

میاں شیر محمد شرقپوری کو دیوبندی قرار دینے والے دیوبندی علما کے حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ میاں صاحب، دیوبندی مسلک کے ان علما میں بہت نمایاں مقام

رکھتے ہیں۔

میاں شیر محمد شرقپوری کے متعلق پیش کیے گئے ان حوالہ جات سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اگرایک طرف مولوی الیاس گھمن دیوبندی ہیں تو دوسری طرف ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی، دیوبندی پیر نفیس الحسینی، اور مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی، مولوی ابوایوب دیوبندی اور حافظ اکبر شاہ بخاری دیوبندی ہیں، یہ دونوں فریق میاں شیر محمد شرقپوری صاحب کے مسلک کی بابت باہم دست وگریبان ہیں۔

قاضی مظہر حسین دیوبندی اور مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی دست وگریبان:

مشہور دیوبندی خطیب مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی (فیصل آباد) نے قاضی مظہر حسین دیوبندی (چکوال) کا ردّ کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''ادھر ہمارے چکوال کے ایک بزرگ ہیں قاضی مظہر حسین صاحب۔ اللہ ان کا بھلا کرے، انہوں نے اپنے ماہنامہ رسالہ ''حق چاریار'' کا پیٹ بھرنے کے لیے ہمارے خلاف ''قلم کوف'' چلا دی اور بڑے ''خلوص'' کے ساتھ ہماری اس کامیابی کو سبوتاژ کرنے کے لیے مضمون پر مضمون لکھتے چلے گئے۔ انہوں نے ہمارے خلاف سینکڑوں صفحات لکھے، لیکن داد دیجیے ان کے انصاف کی کہ کبھی انہوں نے ہم سے رابطہ کرکے کسی قسم کی کوئی وضاحت طلب کرنے کی زحمت نہ کی۔ ہماری زندگی میں ہمارے متعلق لکھتے وقت ان کی اس قدر بے انصافی سے ان کا مقام کتنا بلند ہوا؟ یا انہیں کیا فوائد حاصل ہوئے؟ اس سے قطع نظر ہمارے بعض ساتھیوں پر یہ پروپیگنڈہ اثر انداز ہوا۔ لیکن ہم نے جماعتی پالیسی کے تحت مکمل خاموشی اختیار کیے رکھی اور اپنے کام میں مگن رہے۔ انہی دنوں لاہور کے اجلاس میں یزدانی تقریر کررہا تھا۔ میں نے جواب

میں کہا کہ اختلافات کو طے کرنے کا ایک ذریعہ جنگ ہوتا ہے اور ایک ٹیبل۔ میاں بیوی کا جھگڑا ٹیبل پر نمٹ سکتا ہے اور۔۔۔ میں نے ابھی اتنی ہی بات کی تھی کہ ایک شیعہ بولا کہ آپ میاں بیوی کی بات کرتے ہیں۔ یزدانی کی ابھی شادی ہی نہیں ہوئی۔ میں نے کہا یزدانی کی شادی کا انتظام میں کرا دیتا ہوں۔ اس نے کہا رشتہ کہاں ہے؟ میں نے کہا ''شاہی محلے'' میں، وہاں سب کی سب یزدانی کی ہم عقیدہ اور ہم مذہب ہیں۔محرم میں ''غمِ حسینؓ'' بھی مناتی ہیں۔ میری اس بات پر ہال قہقہوں سے گونج اٹھا اور شیعوں کے منہ لٹک گئے، اگلے دن اخبار نویسوں نے آدھی بات لکھ دی اور آدھی گول کر گئے۔ اس سے ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔اخبار کی خبر کو اِیمان کا جزو بنالیا گیا۔ ہمارے کارکنوں نے بھی مجھ سے رابطہ کیے بغیر پروپیگنڈہ کا اثر قبول کرلیا۔ حاسدین نے بغلیں بجائیں اور آوازے کسے۔حضرت قاضی صاحب موصوف کو بھی رسالہ چھاپنے کے لیے مواد مل گیا۔ وہ ویسے بھی صرف اپنے آپ کو عقل مند بلکہ ''عقلِ کُل'' اور باقی سب کو بے وقوف سمجھتے ہیں۔ شیخ العرب والعجم حضرت سید حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ ہونے کے گھمنڈ میں انہیں اور کسی چھوٹے بڑے کی عزت کی کوئی پرواہ نہیں۔ حالانکہ میں خود بھی حضرت مدنیؒ کا مرید ہوں''

(سالنامہ سرخرو، لاہور۔امیر عزیمت شہید نمبر صفحہ ۲۴۴۔فروری ۲۰۱۰ء) (جاری ہے)

قسط:۱۵

دیوبندی خود بدلتے نہیں، کتابوں کو بدل دیتے ہیں

میثم عباس قادِری رضوی

دیوبندی تحریف نمبر ۴۷:

شیخ محمد تھانوی کے حاشیہ ’’التقریرات الرائعة عَلَی النِّسَائِی‘‘ میں دیوبندیوں کی تحریف:

شیخ محمد تھانوی، دیابنہ کے ممدوح ہیں، مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے ملفوظات ’’الافاضات الیومیہ‘‘ میں متعدد مقامات پر ان کا ذکر بہت اچھے انداز میں کیا گیا ہے۔ ان کو ’’محدث‘‘ بھی کہتے ہیں۔ انہی شیخ محمد محدث تھانوی نے ’’التقریرات الرائعة عَلَی النِّسَائِی‘‘ میں دو مقامات پر اِمامُ الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا رَد کیا ہے، ذیل میں دونوں حواشی پیش کیے جا رہے ہیں، اور ساتھ متعلقہ حدیث شریف کا مکمل متن پیش کیا جا رہا ہے جس کے ذیل میں حاشیہ لکھا گیا ہے۔

(۱)’’أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ بِتُرْبَتِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ’’فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ

الْحَنْظَلِيِّ، وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيَّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ وَزَيْدٍ الطَّائِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ''، فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ، وَقَالَ: مَرَّةً أُخْرَى صَنَادِيدُ قُرَيْشٍ، فَقَالُوا: تُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَتَدَعُنَا، قَالَ: إِنَّمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِءُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: فَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ إِنْ عَصَيْتُهُ، أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي؟ قَالَ: ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ، فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ ۔ يَرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا إِنَّ مِنْ ضِئْضِءِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَئُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ''

شیخ محمد محدث تھانوی نے اس حدیث شریف کے الفاظ ''كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ'' کے تحت اِمامُ الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اوراس کے پیروکاروں کا رَد کرتے ہوئے لکھا ہے:

''كما يمرق السهم الخ يريد ان دخولهم اى الخوارج فى الاسلام ثم خروجهم منه لم يتمسكوا منه بشىء كالسهم دخل فى الرمية، ثم نفذ فيها وخرج منها ولم يعلق به منها شىء كذا فى المجمع ثم ليعلم ان الذين يدينون دين ابن عبدالوهاب النجدى ويسلكون مسالكه فى الاصول

والفروع ویدعون فی بلادنا باسم الوھابیین وغیرالمقلدین ویزعمون ان تقلید احد الائمة الاربعة رضوان اللّٰہ علیھم شرك وان من خالفھم ھم المشركون ویستبیحون قتلنااھل السنة وسبی نسائناوغیرذلك من العقائدالشنعیة التی وصلت الینا منھم بواسطة الثقات وسمعناھا بعض منھم ایضاھم فرقه من الخوارج وقدصرح به العلامة الشامی فی كتابه ”رَدُّالْمُحْتَار“ عندقول صاحب الدرالمختار ویکفرون اصحاب نبیّناصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَفی كتاب البغا ة حیث قال:قدعلمت ان ھذا غیرشرط فی مسمّی الخوارج بل ھوبیان لمن خرجوا علی سیِّدُنَاعلی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ والافیکفی فیھم اعتقاد كفرمن خرجوا علیه كَمَاوَقَعَ فِیْ زَمَانِنَا فِیْ اَتْبَاعِ عَبْدِالْوَھَّابِ الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَی الْحَرَمَیْنِ وَكَانُوْا یَنْتَحِلُوْنَ مَذْھَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰکِنَّھُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّھُمْ ھم الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اَعْتِقَادَھُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذٰلِكَ قَتْلَ اَھْلِ السُّنَّةِ وقتل عُلَمَائِھِمْ حَتّٰی كَسَّرَاللّٰہُ تَعَالٰی شَوْكَتَھُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَھُمْ وَظَفَرَبِھِمْ عَسَاكِرَالْمُسْلِمِیْنَ عَامَ ثَلٰثٍ وَّثَلٰثِیْنَ وَمِائَتَیْنِ وَاَلْفٍ ۔ انتھٰی ۔“

(حاشیہ سنن نسائی، کتاب الزكوة، المؤلّفة قلوبھم، جلدا،صفحہ ۳۶۰،مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی۔ ایضاً،مطبوعہ مطبع مجتبائی، لاہور، پاکستان۔ ایضاً، جلدا،صفحہ ۳۹۲، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔ ایضاً، مکتبہ رحمانیہ، اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

(۲) شیخ محمد محدث تھانوی نے ’’التقریرات الرائعة عَلَی النِّسَائِی‘‘ میں ایک اور مقام پر بھی اِمامُ الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبع وہابیوں کو خارجی قرار دیا ہے، پہلے حدیث شریف اور پھر اس پر شیخ محمد تھانوی کا حاشیہ ملاحظہ کیجیے:

’’أَخبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَصْرِيُّ الْبَحْرَانِيُّ قَالَ:ثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ:ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: كُنْتُ أَتَمَنَّى أَنْ أَلْقَى رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ، فَلَقِيتُ أَبَا بَرْزَةَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنِي وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِي، أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ، وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ، وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَائَهُ شَيْئًا، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ، فَقَالَ:يَامُحَمَّدُ مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ، رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيدًا، وَقَالَ:وَاللّٰهِ لَا تَجِدُونَ بَعْدِي رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّي ـ ثُمَّ قَالَ:يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ، يَقْرَئُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ

الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، هُمْ أَشَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ ۔ قَالَ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمَنِ: شَرِيكُ بْنُ شِهَابٍ لَيْسَ بِذَاكَ الْمَشْهُورِ"

شیخ محمد تھانوی اس حدیث شریف کے الفاظ ''یَخْرُجُون'' کے تحت لکھتے ہیں:

''قوله يخرجون الخ وقدوقع خروجهم مرارا افاده العينى، وقال الشامى: كَمَاوَقَعَ فِىْ زَمَانِنَا فِىْ خروج اَتْبَاعِ عَبْدِالْوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَاسْتَبَاحُوْا قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وقتل عُلَمَائِهِمْ حَتّٰى كَسَّرَاللّٰهُ تَعَالٰى شَوْكَتَهُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ وَظَفَرَبِهِمْ عَسَاكِرَالْمُسْلِمِيْنَ عَامَ ثَلٰثٍ وَّثَلٰثِيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَاَلْفٍ"

(حاشیہ سنن نسائی، کتاب المحاربة، من شهر سيفه ثم وضعه فى الناس، جلد۲، صفحہ۱۷۳،۱۷۴، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ شیخ محمد تھانوی نے دونوں مقامات پر احادیث شریف کے الفاظ ''كمايمرق السهم'' اور ''يخرجون'' کے تحت فرقہ وہابیہ کا رَد کیا ہے، اور اپنی تائید میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے وہابی گروہ کے رَد میں حضرت علامہ شامی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه کی مشہور عبارت نقل کی ہے، جس میں آپ نے اُسے ''عوامِ اہلِ سُنَّت وعلمائے اہلِ سُنَّت کا قاتل'' اور ''خارجی'' قرار دیا ہے۔ شیخ محمد تھانوی کا یہ حاشیہ ''مطبع مجتبائی دہلی'' سے طبع ہوا تھا، اس نسخے کا عکس جب مشہور دیوبندی اِشاعتی اِدارہ ''قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی'' سے شائع ہوا، تو اس کے متعلقہ مقام سے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی مذمت پر مشتمل مؤخرالذکر حاشیہ اُڑا دیا گیا۔ ملاحظہ ہو ''سُنَنُ النَّسَائی''، جلد۲، صفحہ۱۷۴ (مطبوعہ

قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی)۔ اگراس اِدارے کامطبوعہ نسخہ کسی قاری کے پاس موجود ہے تو وہ متعلقہ مقام پرخالی جگہ دیکھ سکتا ہے، جس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ اس کتاب کے حواشی میں سے اس متعلقہ حاشیہ کوبطورِخاص تحریف کا نشانہ بنایا گیا ہے۔یہی تحریف ''قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی'' کےعلاوہ ''سُنَنُ النَّسَائی'' مطبوعہ ''مکتبہ رحمانیہ، اقرا ٔسنٹر، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور'' کی جلدا، صفحہ۳۹۲ پر بھی موجود ہے۔

اگر دیو بندی دراصل ''وہابی'' نہیں ہیں، اوران کا اِمامُ الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی سے کسی طرح کا کوئی تعلق بھی نہیں ہے (جیسا کہ عام طور پر پھنس جانے پر یہ کہتے ہیں) تو پھراس کی مذمت پر مشتمل حاشیہ کو کیوں نکالا ہے؟۔

”کشف الخداع“ پر ایک نظر

محمد ممتاز تیمور رانا

کرۂ ارض پہ مخلوقات کے تنوع میں حضرتِ انسان کو اشرفُ المخلوقات سمجھا جاتا ہے، جس کا بنیادی سبب اللہ ربُّ العزّت کی ودیعت کردہ سوچ و بچار کی نعمت ہے، جس کے سبب اِنسان نہ صرف اپنے گردو پیش میں آنے والے واقعات کو محسوس کرسکتا ہے بلکہ ان کے واقعات کو ایک خاص تسلسل میں مجتمع کر کے بآسانی صحیح نتیجہ تک رسائی بھی اس تعقل کی مرہونِ منت ہے۔اور یہی خوبی انسان کو درپیش مسائل کے حل میں بھی مستعمل ہے۔ دورِ حاضر کے موجودہ مسائل میں سب سے بڑا مسئلہ صحیح عقائد و نظریات کو ذہن کے دریچوں پہ نقش کرنا ہے، مگر اس دَورِ پُرفتن میں اس قدر متنوع نظریات موجود ہیں کہ ایک عام شخص کے لیے یہ فیصلہ کرنا انتہائی کٹھن ہوگیا ہے، اور ستم ظریفی یہ ہے کہ ہر نظریہ پہ کاربند شخص اپنے نظریہ کو صحیح درست اور قرآن وحدیث سے ماخوذ سمجھتا ہے۔لیکن اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوسکتا ہے گستاخانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بھی خود نہ صرف مسلمان بلکہ اہلِ سنت کے اسم سے موسوم کرتے نظر آتے ہیں۔آہ! آسمان کا کلیجہ بھی ان کے جملوں سے دہل جاتا ہے لیکن ان کی دیدہ دلیری بھی قابلِ دید ہے کہ ان سب کے باوجود نہ صرف مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ اپنے ان قبیح نظریات کا ماخذ قرآن وسنت کو قرار دینے میں ذرّہ برابر بھی خوفِ خدا کا لحاظ نہیں رکھتے۔ ذیل میں ان کے نمائندہ اشخاص میں سے ایک شخص کی چند عبارات پیشِ خدمت ہیں، یہ عبارات ان کی کتاب ”تقویۃ الایمان“ سے ماخوذ ہیں۔وہ رقم طراز ہے:

''انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا خدا ہے، بزرگی اس کو چاہیے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء، انبیاء، امام و امام زادہ، پیر وشہید یعنی جتنے خدا کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگران کو خدا نے برائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں''۔

(تقویۃ الایمان، قدیم، صفحہ ۲۴)

قارئین! اگر نگاہیں تکان محسوس نہ کریں تو ایک مرتبہ مکرر اس عبارت کو ملاحظہ کریں، موصوف یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ انبیاء اولیاء بڑے بھائی کی طرح ہیں، لہٰذا ان کی تعظیم فقط بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے، ایسے ہی اس نے مزید لکھا ہے:۔

خدا کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے رو برو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان، صفحہ ۱۹)

ناظرین! توجہ کیجیے کہ ایک طرف تو یہ موصوف یہ کہنے پر مُصر تھے کہ انبیاء اور اولیاء کی تعظیم فقط بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے، مگر دوسری جانب خدا کے سامنے ان کے مقام کو اس قدر گرانے میں مصروف کے ذرّۂ ناچیز سے بھی کم تر قرار دے رہیں، اور اس ستم ظریف کا قلم یہی تک نہیں رُکا، بلکہ یہاں تک لکھا کہ:۔

ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا خدا کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

(تقویۃ الایمان، صفحہ ۱۴)

بڑی مخلوق کی وضاحت کرتے ہوئے خود مصنف نے لکھا ہے:

''معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا۔''

(تقویۃ الایمان، صفحہ ۳۳)

قارئین! یقیناً گستاخی سے مملو اس عبارت کے مطالعہ کے بعد آپ کے جذبات بھی محررِ سطور سے کچھ مختلف نہ ہوں گے کہ انبیاء اولیاء جن کی عظمت کے تذکرے سے قرآن معمور ہے، یہ صاحب ان کی شانِ اقدس میں اس قدر بیباک جملوں کا استعمال فرما رہے ہیں، جو ایمان کے لیے سم قاتل ہیں۔ ساتھ ساتھ ان کے متبعین بھی قابلِ مذمت ہیں، جو اس قدر گستاخانہ جملوں کے متعلق کچھ اس قسم کا بیان دیتے ہیں کہ:

> ''ثابت کروں گا کہ ''تقویۃ الایمان'' کی وہ تمام عبارات جن میں قطع و برید کر کے آپ نے یہ حوالے دیے ہیں، وہ سب کتاب اللہ اور سنت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے موافق ہیں۔ بلکہ ان میں قرآن وحدیث کی ترجمانی کی گئی ہے۔''

(فتح بریلی کا دلکش نظارہ، صفحہ ۱۷۲، مکتبہ مدنیہ، اُردو بازار، لاہور)

ہم حیران ہیں کہ کونسی قرآن کی آیات ہیں جو انبیاء کو ذرّۂ ناچیز سے کم تر اور چمار سے بھی نَعُوۡذُبِاللّٰہ زیادہ ذلیل ثابت کرتی ہیں۔ یہ بات یقینی ہے کہ ہرگز قرآن وحدیث میں اس کی قسم خرافات موجود نہیں، یہ ان کے اپنے ذہن کی عکاسی ہے، اس کا ملتِ اِسلامیہ کے ماخذ دِین سے کوئی علاقہ نہیں۔ قارئین! آپ دیکھ چکے کہ ایک طرف ان کو انبیاء و اولیاء کی گستاخیاں بھی قرآن کی ترجمانی نظر آتی ہیں، مگر دوسری جانب جب ان کے اکابر کے انہی گستاخانہ نظریات کو منظر عام پر لایا جائے تو یہ آگ بگولہ ہو جاتے ہیں اور مختلف قسم کی تاویلاتِ رکیکہ سے اپنے اکابرین کو بچانے کی سعیِ ناکام میں ملوث پائے جاتے ہیں۔ اسی قسم کی کاوش ایک نقلچی کی جانب سے کی گئی، جناب کی اس گستاخانہ جسارت سراپا شرارت کا نوٹس ڈاکٹر قاری ارشد مسعود چشتی صاحب نے لیا اور جناب کی تاویلاتِ رکیکہ کی دھجیاں اُڑا کر رکھ دیں، ابھی اس سلسلہ کی پہلی جلد ہی منظر عام پہ آئی تھی کہ دیوبندیت بے چین و بے قرار ہوگئی اور جیسے

تیسے ہوسکا کتابِ ہٰذا کا جواب شائع کیا، لیکن از روئے اِنصاف یہ جواب نہیں بلکہ اپنی ناکامی و بے بسی کا اعتراف ہے۔ اس نام نہاد جواب پہ تفصیلی تبصرہ تو فرصت کا مرہونِ منت ہے، سرِ دست ہم اختصار کیساتھ اس کتاب کی چند جہالتیں اور وکیلِ صفائی کی بے بسی و ناکامی اور اعترافِ شکست کی عبرتناک داستان رقم کرتے ہیں۔ سب سے اوّل تو یہ بات ہمارے قارئین کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ جس تقلیچی مولوی کی تحریر کا جواب ڈاکٹر قاری ارشد مسعود چشتی صاحب نے قلمبند کیا تھا، اس کا جواب موصوف کی بجائے کسی اور کے نام سے شائع کیا گیا ہے، جو ان کے شکست کی بیّن دلیل ہے۔ کیونکہ ان کے ہم مسلک و ہم مخرج عبد الجبار سلفی نے لکھا ہے:

> چنانچہ صاحب المسلک المنصور مولوی خضر حیات صاحب نے جواب الجواب میں ایک کتاب الفتح المبین شائع کی۔ اور یہ کتاب اپنے نام سے نہیں بلکہ کسی اور نام سے شائع کروا کر اپنی شکست و بزدلی کا اعتراف کر لیا۔ (تنبیہ الناس، صفحہ 9)

لیجیے علماءِ دیوبند کے اصول کے مطابق اگر کوئی شخص اپنی کتاب کا دفاع خود نہ کر سکے اور اسے کسی اور کے نام سے شائع کرے تو یہ اس کی شکست کی دلیل ہے۔ اس کے مطابق ہمارے معاند نے کھلے دل دے اعتراف شکست کیا ہے اور اپنی بزدلی کو عامۃ الناس پہ عیاں کر دیا ہے، کہ جناب میں اتنی بھی حمیت نہیں کہ اپنی کتاب کے دفاع میں قلم کو جنبش دے سکیں۔ خیر

؎ خامہ کس قصد سے اٹھا کہاں جا پہنچا

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ عبد الجبار سلفی صاحب کا یہ اُصول مطلقًا ہے، وگرنہ ہمارے معاندین خضر حیات کی تصریح دیکھائیں کہ اس نے یہ کتاب لکھ کر کسی اور کے نام سے شائع کی ہے۔ خیر اب آیئے اب ہم اس نام نہاد جواب کی کچھ جھلکیاں ہدیۂ

قارئین کرتے ہیں۔وکیل صفائی رقم طراز ہیں:۔

''یہ بھی اس کا جھوٹ ہے مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے کوئی رجوع نہیں کیا تھا''۔(کشف الخداع،صفحہ۲۲)

کیونکہ اس مسئلہ پہ موصوف نے آگے بھی کلام کیا ہے،ہم اس جگہ تفصیل عرض کیے دیتے ہیں، پھر وکیلِ صفائی نے خود اپنے ہی مضمون کی طرف سے اِشارہ کیا ہے، ان شبہات کا اِزالہ بھی خود بخود ہو جائے گا۔قارئین!اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے جب مولانا عبدالباری کے کچھ غیر شرعی افکار پہ اعتراض کیا تو آپ نے مجمل رجوع کیا، مگر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی طرف سے ارسال کردہ تفصیلی تحریر پہ دستخط کرنے سے اِنکاری رہے۔اس مجمل رجوع کا ذکر خود علماءِ دیوبند کے قلم سے بھی موجود ہے، الغرض کیونکہ علامہ صاحب تفصیلی تحریر پہ دستخط سے اعراض کیا تو اسی پہ حضرت علامہ مولانا حشمت علی خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کا نقد ہے،مگر وفات سے کچھ عرصہ قبل آپ نے رجوع کرلیا تھا،حضرت علامہ عبدالحفیظ حقانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ لکھتے ہیں:

''اس سلسلہ میں آپ نے حضرت مولانا عبدالباری لکھنوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کا بھی ذکر کیا ہے، جناب روحی صاحب! مولانا عبدالباری صاحب وہ ہیں جو آپ کے نزدیک قبر پرست، پیر پرست۔ گیارہویں اور عرس والے کہلاتے ہیں۔سنی تھے اور آپ کی تحقیق کے مطابق بدعتی تھے۔ وہ قوالی بھی سنتے تھے۔اور یک ربیع الاول سے 12 تک روزآنہ بڑے تکلف سے مجلس میلاد شریف کرتے تھے میں خود ذاتی طور سے واقف ہوں اس لیے کہ میں خود فرنگی محل مدرسہ نظامیہ کا یاک ادنیٰ طالب علم ہوں۔حضرت مولانا عبدالباری سے رحمۃ اللہ علیہ سے خاص طور پر شرح چغمینی پڑھی ہے۔مگر زمانہ خلافت میں کچھ باتیں ان سے سرزد ہوگئیں

جن پر اعلیٰ حضرت نے گرفت فرمائی۔ آخر کار وصال سے کچھ پہلے ”خدام الحرمین“ کے جلسہ میں علماءِ بریلی شریک ہوئے، اس وقت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے مولانا عبد الباری صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ سے مصافحہ نہ کیا اور ان کے یہاں قیام سے بھی اِنکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے جو آپ پر اعتراضات کیے ہیں ان باتوں سے رجوع کیجیے۔ چنانچہ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی کوشش سے تحریر دی۔ اس کے بعد حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ خود فرنگی محل گئے، دونوں میں مصافحہ و معانقہ ہوا۔ حضرت مولانا حامد رضا خان نے حضرت مولانا عبد الباری کے ہاتھ چومے، اس لیے کہ وہ صحابی کی اولاد میں سے ہیں۔ اور وہیں قیام فرمایا۔ فقیر اس موقع پر موجود تھا۔ اس خوشی میں دار الشفاء سے برفیاں آئیں اور باقاعدہ فاتحہ ہوا، اور تقسیم ہوئیں“۔ (شمع ہدایت، صفحہ۹۲، مشمولہ دیوبندیوں سے لاجواب سوالات، صفحہ۲۶۷)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی کا تفصیلی رجوع وفات سے کچھ عرصہ قبل ہے، اب ہوسکتا ہے کہ اس حوالہ پہ موصوف کچھ یوں واویلا کریں:۔

”اوّل بات تو یہ ہے کہ جناب نے اپنی کتابوں کے حوالے بھی دیے، جو ہم پر حجت نہیں“۔ (کشف الخداع، صفحہ۱۱۹)

ہم عرض کرتے ہیں کہ جناب اس طرح تو آپ اپنے گھر میں سے کسی کا رجوع ثابت نہیں کر سکتے۔ ہم اس پہ سر دست ایک مثال عرض کرتے ہیں۔ علماءِ دیوبند کے ممدوح عبد الماجد دریابادی قادیانیوں کی تکفیر کے متعلق نرم گوشہ رکھتے تھے، جس پہ خود علماءِ دیوبند کی شہادتیں موجود ہیں۔ شورش کاشمیری دیوبندی نے عبد الماجد دریابادی

کے متعلق لکھا ہے:

''کیا فرماتے ہیں تھانہ بھون کے خوشہ چین بیچ اس مسئلہ کے کہ حضرت حکیم الامت کا ایک خوشہ چین قادیانی مسئلے میں مرزا غلام احمد قادیانی کی اُمت کا پشتبان ہے۔'' (چٹان،۱۴ اگست ۱۹۵۷ء)

طالب ہاشمی نے لکھا ہے:

''دُکھ تو اسی بات کا ہے کہ مولانا یہ عقائد رکھتے ہوئے بھی مرزائیوں (بالخصوص لاہوری مرزائیوں) کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔نرم گوشہ کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی تکفیر ان پر گراں گزرتی تھی۔''

(ماہنامہ الحق،نومبر ۱۹۸۹ء،صفحہ ۹۴)

تقی عثمانی نے ان کے متعلق لکھا ہے:

مولانا عبد الماجد دریابادی صاحب قادیانی تکفیر کے بارے میں بھی تردُّد وشُبہہ کا شکار رہے تھے۔'' (انعام الباری، ج۱،صفحہ ۳۳۳)

مزید ایک جگہ لکھا ہے:

''قادیانیت کے مسئلہ میں ان کا نرم گوشہ پوری اُمت کے خلاف تھا اور بلاشُبہہ یہ ان کی سنگین ترین غلطی تھی جس پر اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔''

(نقوش رفتگان،صفحہ ۸۰)

تحسین فراقی نے لکھا ہے:

''مولانا دریابادی اپنی اجتہادی غلطی یا کسی غلط فہمی کی بناء پر قادیانیوں کی لاہوری جماعت کو زیادہ گمراہ نہیں سمجھتے تھے مگر بعد میں ان کی رائے بدل گئی تھی اور قادیانیوں کی دونوں جماعتوں کو گمراہ سمجھنے لگے تھے''۔

(عبدالماجد دریابادی،صفحہ ۳۸۴)

عمار خان ناصر دیوبندی نے بھی ''الشریعہ'' کے خصوصی شمارہ میں عبدالماجد دریا

بادی کا یہ مؤقف تحریر کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

''قادیانیوں کے متعلق راقم الحروف کا رجحان کچھ عرصہ مولانا عبدالماجد دریابادی کے موقف کی طرف رہا ہے جو انھیں تاویل کا فائدہ دیتے ہوئے تکفیر نہ کیے جانے کے قائل تھے۔'' (ماہنامہ الشریعہ، جون ۲۰۱۴، صفحہ ۱۶۸)

منظور نعمانی نے لکھا ہے:

''دوسرے بہت سے علماء و مصنّفین کی طرح بعض مسائل کے بارہ میں مولانا دریابادی مرحوم بھی اپنی کوئی انفرادی رائے رکھتے تھے، شخصیت سے قطعِ نظر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جمہور علمائے اُمت کی رائے سے اختلاف میں سخت خطرہ ہے''۔ (ماہنامہ الفرقان، لکھنو۔ جنوری ۱۹۷۷ء، صفحہ ۵)

یوسُف لدھیانوی نے لکھا ہے:

''اس لیے دریابادی صاحب کے نزدیک صریح دعویٰ نبوت کے باوجود نہ مرزا دائرہ اسلام سے خارج ہیں نہ ان کی جماعت کو سوء خاتمہ کا اندیشہ نجات سے محرومی کا سوال اور نہ ان سے تعرض کرنا جائز ہے۔''

(تحفہ قادیانیت، ج ۴، صفحہ ۹۲)

اب اس ٹھوس حقیقت کے برعکس ایک نام نہاد مناظر نے لکھا ہے:۔

''ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کا موقف قادیانیت کے بارے میں نرم تھا، مگر وفات سے چند سال پہلے وہ اس مؤقف سے رجوع کر گئے تھے اور اُمت کے متفقہ لائحہ عمل پر آ گئے تھے۔ اس کے لیے پڑھیے ''وہ جو بیچتے تھے دوائے دل۔'' (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس، صفحہ ۲۱۵)

لیجیے یہاں موصوف نے دریابادی صاحب کا رجوع ثابت کرنے کے لیے خود اپنی ہی کتاب کا حوالہ دیا ہے، جبکہ دوسری جانب مفتی حماد دیوبندی نے لکھا ہے:۔

''تقدیس الوکیل تمہاری لکھی ہوئی کتاب ہے، جو ہمارے اوپر حجت نہیں، اس کو سنبھال کر اپنے ہی گلے میں ڈالو''۔ (سیف حق، صفحہ۴۰)

ایسے ہی ابو بکر غازی پوری نے بھی اسے حماقت سے تعبیر کیا ہے۔ کیا اب وکیلِ صفائی ہمارے اس نقد کو تسلیم کریں گے؟۔ کیا اب یہ بات باور کرالی جائے کہ اس اُصول کی روشنی میں کوئی شخص اپنی کتاب کا حوالہ پیش ہی نہیں کر سکتا۔ جبکہ اگر موصوف اپنے گھر ہی کی کتب کا مطالعہ کر لیتے تو اس جہالت کا ارتکاب نہ کرتے کیونکہ خالد محمود نے لکھا ہے:

''عام مغالطے انہی کتابوں سے دُور کیے جاتے ہیں جن کے حوالوں سے مخالفین اپنے مسلک کی راہیں ہموار کرتے ہیں، سو مناسب ٹھہرتا ہے کہ ان اِلزامات کی صفائی انہی کتابوں سے پیش کی جائے جن کے حوالوں سے مخالفین استدلال کرتے ہیں، حوالے جن کتابوں کے ہوں ان کی وضاحت انہی کتابوں سے لینا عین عدل وانصاف ہے''۔

(تجلیات آفتاب، ج۱، صفحہ۲۰)

لہٰذا جناب جب آپ حوالہ جات ہماری کتب کے پیش کریں گے تو آپ کے اصول کے مطابق ان کی وضاحت بھی ہم اپنی کتب ہی کی روشنی میں کریں گے۔ اس لیے آپ کا اعتراض خود اپنے ہم عقیدہ کی روشنی میں درست نہیں۔ پھر اس سے نہ صرف عبد الماجد دریا بادی کا رجوع ثابت کرنا مشکل ہے، بلکہ میلاد کے متعلق تھانوی کا مبینہ رجوع بھی دیوبندی اُصول سے ثابت نہیں۔

لہٰذا جناب جب آپ حوالہ جات ہماری کتب کی پیش فرمائیں گے تو ان کی وضاحت بھی ہم اپنی کتب ہی کی روشنی میں کریں گے۔ اس لیے آپ کا اعتراض خود اپنے ہم عقیدہ کی روشنی میں درست نہیں۔ پھر اس سے نہ صرف عبد الماجد دریا بادی کا رجوع ثابت کرنا مشکل ہے، بلکہ میلاد کے متعلق تھانوی کا رجوع بھی دیوبندی اصول سے ثابت نہیں ہوگا، کیونکہ

بالفرض رجوع کا قول ہو بھی تو وہ دیو بندی اصول سے مسموع نہ ہوگا۔اس لیے ڈاکٹر قاری ارشد مسعود چشتی صاحب نے جو حوالہ جات پیش کیے تھے، وہ بالکل درست تھے اور ان سے علامہ عبدالباری کا رجوع ثابت ہوتا ہے۔پھر دیو بندی ترجمان نے بھی لکھا ہے:

''خود مولانا عبدالباری صاحب نے حضرت تھانوی کے خلاف اور شاہ اسمٰعیل شہید کی ''تقویۃ الایمان'' کے خلاف فتویٰ دیا تھا''۔

(تذکرہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی ،صفحہ۲۸۲)

لیجیے خود آپ کے اپنوں کو تسلیم ہے کہ حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے تھانوی و اسماعیل دہلوی کے خلاف فتویٰ دیا تھا، جس سے ڈاکٹر قاری ارشد مسعود چشتی صاحب کے دیے گئے حوالہ جات کی صداقت پہ مہر ثبت ہوگئی۔اس سلسلہ میں مزید ایک حوالہ پیشِ خدمت ہے، ایک اور صاحب نے لکھا ہے:۔

''جب کہ بعض مقامات پر صرف اپنی رائے کے اِظہار کو کافی سمجھا ہے، خاص طور پر بعض اکابر کی کتابوں کی تردید میں بلا دلیل کے اِنکار کر دیا ہے۔ایک صاحب نے پوچھا ''تقویۃ لاایمان'' کے مصنف نے توہینِ رسالت کا ارتکاب کیا ہے یا نہیں؟ تو ان کا جواب سنیئے :۔ھـــــو المصوب :''تقویۃ الایمان میں بے شبہ توہینِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَـــلَّـــمَ کی ہے۔واللہ اعلم۔حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبدالباری ،ص۱۹۰) (تذکرہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی ،صفحہ۳۰۹)

لیجیے یہ بات ثابت ہوگئی کہ موصوف علماءِ دیو بند کے عقائد و نظریات کو کفر و گستاخی پہ محمول کرتے تھے۔پھر ایسے ہی دیو بندی ترجمان رقم طراز ہیں:۔

''تو دوسری طرف توسع کے پردے میں ایسی چیزوں کے بھی قائل تھے جو کم از کم علمائے دیو بند کے مزاج کے خلاف ہیں، مثلاً مولانا عبدالباری

اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:۔(1) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بعطائے الٰہی علمِ غیب حاصل تھا، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دافع البلاء کہنا جائز ہے (3) ذکرِ مولود ہرگز بدعت سَیّئہ نہیں بلکہ امرِ مندوب ہے، (4) نامِ اقدس سُن کر دونوں انگوٹھے آنکھوں سے لگانا مستحب ہے(5) قیام بوقت ذکرولادت خیرالانام جائز و مستحسن ہے''۔

(تذکرہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی، صفحہ۸۳۳،۸۳۴)

اور مندرجہ بالا نظریات جناب کے ہم مسلک حضرات کے نزدیک شرک و بدعت ہیں، تو ایسا شخص جو آپ کے نزدیک بدعتی ومشرک ہو، اس سے استدلال کرنا ہرگز درست نہیں، کیونکہ آپ کے مولوی محمد نافع لکھتے ہیں:۔

''مرزائیوں کو شیخ کی عبارت سے اپنے مسلک کی تائید حاصل کرنے کا انصافا کوئی حق نہیں پہنچتا۔اس لیے کہ مرزا صاحب نے جو اس طبقہ کے روحانی باپ ہیں اپنی تصانیف (فتویٰ الحاد ایک خط اور تقریر) میں شیخِ اکبر کو مسئلہ وحدۃ الوجود کے سلسلہ میں ملحد اور زندیق (بے دین) قرار دیا ہے۔ مرزائیوں کو شرم کرنی چاہیے کہ جس شخص کو آپ کا ابا جان ملحد، زندیق، بے دِین یقین کرتا ہوں۔اس کی عبارات سے سہارا پکڑنا تمہار لیے قطعاً ناجائز ہے''۔(مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین، صفحہ۳۳)

اس لیے دیوبندیوں کا علامہ عبدالباری فرنگی محلی کو اپنے حق میں پیش کرنا ہی درست نہیں، بلکہ بقول نافع دیوبندی، نقلچی مولوی اور ان کے حواریوں کو شرم کرنی چاہیے۔مگر یہ حقیقت بھی تاریخ کے اَوراق پر رقم ہے کہ شرم وحیاء کا علماءِ دیوبند سے دُور دُور تک کوئی تعلق نہیں۔ (جاری ہے)

''ہم دین سمجھ کر نہیں کرتے''

وہابیہ دیابنہ کے فریب کا جواب

از

ڈاکٹر فیض احمد چشتی

محترم قارئینِ کرام: بدعت کے دوروں میں مبتلا لوگ ایک من گھڑت قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ: ''للدین'' (یعنی دین کے لیے) نیا اچھا کام جائز ہے اور ''فی الدین'' (دین میں بدعت) نیا اچھا کام ایجاد کرنا ناجائز ہے۔ یا پھر ''لغوی بدعت'' کہہ کر اپنے جدید کاموں کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ ذکر میلادُ النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ، صلوۃ وسلام اور ایصالِ ثواب کی محافل وغیرہ کو بدعت کہتے ہیں۔

جواب: (1) سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ وہابی حضرات اپنے اصول کے مطابق ''للدین'' (یعنی دین کے لیے) اور ''فی الدین'' کا یہ قاعدہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے ثابت کریں یا صحابہ کرام رِضۡوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡھِمۡ اَجۡمَعِیۡن سے ثابت کریں یا تابعین وتابع تابعین رِضۡوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡھِمۡ اَجۡمَعِیۡن سے ثابت کریں۔ عجیب بات ہے کہ ہم سُنّیوں سے تو ہر ہر بات پر ثبوت مانگا جاتا ہے، لیکن خود اتنے بڑے قاعدے جس پر شریعت کا دارومدار قائم کیا، اس پر وہابی کوئی ایک بھی دلیل پیش نہیں کر سکتے، لہٰذا ہم وہابیوں سے اس قاعدے کے ثبوت کا مطالبہ کرتے ہیں۔

(2)دوسری بات یہ ہے کہ منکرین تو حدیث ''کل بدعة ضلاله'' (ہر نیا کام گمراہی ہے) کے تحت کہتے ہیں کہ یہاں ''کُــــل'' عمومیت کے لیے ہے،لہٰذا ہر نیا کام گمراہی ہے۔تو اب ہم وہابیوں سے سوال کرتے ہیں کہ ''للدین'' (یعنی دین کے لیے) ''یا ''لغوی بدعت'' وغیرہ کہہ جن نئے کاموں کو وہابی جائز قرار دے کر انہیں اختیار کرتے ہیں۔وہ سب اس ''کُل'' کی عمومیت سے کس طرح خارج ہو گئے ہیں؟ جب ہر بدعت (نیا کام) گمراہی ہے،تو پھر یہ کہاں لکھا ہے کہ دینِ اسلام کے لیے (للدین) گمراہی نکالنا جائز ہے؟ گمراہی تو بہرصورت گمراہی ہے اور یہ بات حدیث شریف میں قطعاً نہیں کہ دین کے لیے''للدین'' گمراہی جائز وضروری ہے۔اور اُس گمراہی پر عمل کرنا درست ہے۔پس یا تو وہابیوں کے اس قاعدے میں خرابی ہے یا کہ (مُعَاذَاللّٰه) اِس دین میں،جس کی تقویت کے لیے گمراہی پر عمل کی ضرورت پڑے۔ اب دین (اِسلام) میں تو ہرگز ہرگز خرابی نہیں،اس لیے ماننا پڑے گا کہ وہابیہ کے اس من گھڑت قاعدے میں خرابی ہے۔

(3) تیسری بات یہ ہے کہ پورا ماہِ رمضان،تراویح با جماعت پڑھنے کا حکم حضور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَعَلٰى عَلَيۡهِ وَاٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے وصال کے بعد حضرتِ عمر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنۡهُ نے دیا اور پھر اس کے بارے میں فرمایا ''نعمة البدعةِ هذا'' (یعنی) یہ اچھی بدعت ہے''۔

(بخاری شریف، باب فصل من قام رمضان ۔ مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل،باب قیام شهر رمضان، صفحہ۲۷۶_چشتی)

تو اب ہم بدعت کے دوروں میں مبتلا لوگوں سے سوال کرتے ہیں کہ یہ تراویح کا طریقہ نماز ''للدین'' (یعنی دین کے لیے) ہے یا ''فی الدین'' ؟اب وہابی جو بھی جواب دیں اس کا ثبوت پیش کریں۔اگر ''للدین'' (یعنی دین کے لیے) ہے تو

کیا اس کو عبادت کا درجہ دینا اور کارِ ثواب سمجھنا جائز ہوگا؟ اور اگر یہ عمل ''فی الدین'' ہے تو کیا یہ ''کل بدعة ضلاله'' (ہر نیا کام گمراہی ہے) کے مخالف ہے کہ نہیں؟ اور دین میں اضافہ ہے کہ نہیں؟

اسی طرح وہابی یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ نماز تراویح کا مذکورہ عمل ''لغوی بدعت'' ہے۔ تو ناچیز یہ سوال کرتا ہے کہ بالفرض یہی مان لیا جائے تو کیا یہ لغوی بدعت ''عبادت'' ہے کہ نہیں؟ اس پر اجر وثواب ملے گا کہ نہیں؟ اور اسی طرح اگر کوئی محفل میلادُ النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو ''للدین'' (یعنی دین کے لیے) سمجھ کر اختیار کرتا ہے تو یہ عمل بدعتِ ضلالہ سے خارج ہو کر جائز قرار پائے گا کہ نہیں؟

(4) چوتھی بات یہ ہے کہ مخالفین کا یہ خود ساختہ قاعدہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر عدم اعتماد کا مظہر ہے۔ کیونکہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تو ''فی الدین'' (دین اسلام میں) کو مستحسن فرمارہے ہیں اور جو دینِ اسلام میں نہ ہو ''للدین'' (یعنی دین کے لیے) سے منع فرمارہے ہیں۔ چنانچہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ:

''من سنّ فی الاسلام سنة حسنه فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیران ینقض من اجور هم شئی'' ۔

''جو کوئی (دین) اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے گا اِس کو اُس (نئے طریقہ کے جاری کرنے پر) ثواب ملے گا۔ اور اُس کو بھی جو اس پر عمل کریں گے۔ اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا''۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکوة، ۱/۳۲۷۔ ترمذی، کتاب العلم،

۲/۲۹۔نسائی،۱/۱۹۱۔ابن ماجہ شریف، ۸۱۔چشتی)

لہذا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ تو دینِ اسلام میں نیا طریقہ، اچھے نئے کام کو ایجاد کرنے پر اجر وثواب کی خوشخبری سنا رہے ہیں، لیکن اعتراض کرنے والے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی مخالفت کرتے ہوئے ”فی الاسلام“ (یعنی دینِ اِسلام میں) ایجادات کو منع کر رہے ہیں۔اب خود سوچیۓ حضور ”فی الدین“ (دینِ اِسلام میں نئے کاموں) کو جائز فرما رہے ہیں اور اعتراض کرنے والے ”فی الدین“ (دین اسلام میں نئے کاموں) کو گمراہی و جہالت کہہ رہے ہیں۔مُعَاذَاللّٰہ یہ کلیہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے خلاف ہوا کہ نہیں؟ کیا یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی مخالفت نہیں کی جارہی؟

اور پھر یہ لوگ جو ”فی الدین“ سے خارج ہو اس کو ”للدین“ (یعنی دین کے لیے) کا نام دے کر اچھا قرار دیتے ہیں، جبکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ ”فی الدین“ سے خارج کو بُرا فرماتے ہیں، جیسا کہ خود پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”مالیس منہ“ جو دین میں سے نہ ہو“ یعنی جس کی اصل دین میں ثابت نہ ہو وہ رد ہے۔پس ان ”فی الدین“ کے منکروں کو ”جو دین میں سے نہ ہو“ کے الفاظ پر غور کرنا چاہیے۔

نہ معلوم ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جو دین میں نہ ہو“ یعنی جس کو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ رد فرما رہے ہیں“ اُس ”مردود“ کو یہ منکر ”للدین“ (یعنی دین کے لیے) کا نام دیکر اچھا کہہ رہے ہیں اور جس کو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ ”سنة حسنه“

کہہ کر ''فی الاسلام'' میں داخل کر کے رہے ہیں اس کو یہ منکر ''فی الدین'' کا نام دے کر ناجائز قرار دے رہے ہیں۔ گوکہ جس کام کو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اچھا فرما رہے ہیں اس کو یہ ناجائز کہہ رہے ہیں اور جس کو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ مردود فرما رہے ہیں اس کو یہ منکرین جائز کہہ رہے ہیں۔ مُعَاذَ اللّٰہ ! لہٰذا اعتراض کرنے والوں کا یہ کلیہ سراسر ارشاداتِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے خلاف ہے اس لیے وہابیہ کا ''للدین'' (یعنی دین کے لیے) کا یہ قاعدہ، کلیہ مخالفِ حدیثِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَعَلٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہونے کے باعث مردود و باطل ٹھہرا۔

5) پھر (بدعت کے دوروں میں مبتلا لوگوں کے نزدیک صرف میلاد، عرس، ذکر، صلوۃ وسلام ہی ایسے کام ہیں جو ''فی الدین'' ہیں اور باقی وہابیوں کی محافل، جلسے جلوس، اجتماعات کو وہابی حضرات ''للدین'' کہہ کر جائز قرار دیتے ہیں؟ ''للدین'' اور ''فی الدین'' کا یہ معیار کسی اُصولِ شریعت کے مطابق نہیں، اگر ایسا ہوتا تو وہ اُصولِ شریعت بتایا جاتا، محض ''للدین'' اور ''فی الدین'' کی لفاظی کا چکر نہ چلایا جاتا۔

خدارا! انصاف فرمایئے! شرک و بدعت کی اس خانہ ساز شریعت میں میلاد وعرس جیسے کام (جن میں عظمتِ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ السَّلام واولیاءِ عظام عَلَیْہِم الرّحمہ ہے) بدعت وحرام ہیں۔ اوران پر اپنی طرف سے ''فی الدین'' کا چکر چلاتے ہیں، لیکن ان کے علاوہ ان کے اپنے مَن گھڑت نئے کام بدعات کی فہرست سے نکل کر جائز ہو جاتے ہیں۔ کیا کتاب وسنت سے کوئی ایسا حوالہ پیش کیا جا سکتا ہے جس میں میلاد وعرس وغیرہ کو تو بدعت وحرام قرار دیا ہو، اور دیگر متذکرہ امور کو سنت و جائز قرار دیا ہو؟ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

تبصرۂ کُتُب

نام کتاب: مَنَارَۂ ھِدایت بہ جواب ''شریعت یاجہالت''

مؤلّف: خطیبِ مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ

تخریج، حواشی وضمیمہ: میثم عباس قادِری رضوی (صفحات:۱۵۲)

باہتمام: ناشرِ مسلکِ اہلِ سنت، پیکرِ اخلاص، ضیغمِ اسلام، حضرت علامہ مولانا سیّد مظفر حسین شاہ قادری مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی

ملنے کا پتہ: مسلم کتابوی، داتا دربار مارکیٹ، لاہور 03214477511

اس کتاب میں پالن حقانی دیوبندی کی بدنامِ زمانہ کتاب ''شریعت یاجہالت'' کی منتخب عبارات پر تنقیدی تبصرہ کیا گیا ہے۔اور آخر میں ایک ضمیمہ شامل کیا گیا ہے، جس میں دیوبندی علما کے دو فتوے بھی شامل کیے گئے ہیں، جن میں سنبھل کے مفتی احمد حسن دیوبندی نے پالن حقانی دیوبندی کی تکفیر کی ہے اور دیوبند کے مفتیِ اعظم مہدی حسن دیوبندی نے پالن حقانی دیوبندی کی کتاب ''شریعت یاجہالت'' کو پڑھنے اور اس کی تقریر سُننے سے منع کیا ہے۔ کتاب کراچی اور لاہور میں موجود اہلِ سنت کے کتب خانوں سے حاصل کریں۔

☆☆☆☆☆

نام کتاب: مولوی الیاس گھمن دیوبندی، اپنے کردار کے آئینے میں

مؤلّف: میثم عباس قادِری رضوی (صفحات:۲۱۶)

اس کتاب میں نام نہاد متکلمِ اسلام مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں سے پردہ اُٹھایا گیا ہے، جس میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے مبتدع ہونے، سرقہ بازی، علمی بے مائیگی، مولوی حکیم اختر دیوبندی کی جانب سے خلافت کی منسوخی، اور بدکرداری کے متعلق دیوبندی علما اور سابقہ اہلیہ کی جانب سے کیے

گئے انکشافات کو بیان کیا گیا ہے۔کتاب کے آخر میں کچھ اہم دستاویزات کے عکوس بھی شامل کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب بھی کراچی اور لاہور میں موجود اہلِ سنت کے منتخب خانوں سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

نام کتاب:انوارِ رضا (صفحات:۵۰۴)

ناشر:اکبر بک سیلرز، زبیدہ سنٹر، اُردو بازار، لاہور

03008852283

حضور پُر نور، اعلیٰ حضرت، اِمامِ اہلِ سنت، مجد دِ اعظم، اِمام، علامہ مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۂُ کی ذاتِ بابرکات کے مختلف پہلوؤں پر ایک اہم علمی دستاویز (جو کئی سال سے نایاب تھی) شائع ہوگئی ہے۔جلد از جلد حاصل کریں۔

☆☆☆☆☆

نام کتاب:تحفظِ اہلِ سنت و جماعت (جلد دُوم، سوم)

مؤلف: ڈاکٹر قاری ابو احمد محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

جلد دُوم، صفحات:۵۱۲ جلد سوم، صفحات:۴۷۲

باہتمام: ناشرِ مسلکِ اہلِ سنت، پیکرِ اخلاص، ضیغمِ اسلام، حضرت علامہ مولانا سید مظفر حسین شاہ قادری مُدَّظِلُّہٗ الْعَالِی

ناشر: مکتبہ منظر الاسلام، پاکستان

اسٹاکسٹ: مسلم کتابوی، داتا دربار مارکیٹ، لاہور 03214477511

دُشنام باز ساجد خان دیوبندی کی کتاب ''دفاع اہل السنۃ'' کے جواب بنام ''تحفظِ اہلِ سنت'' کی دوسری اور تیسری جلد شائع ہوگئی ہے، مزید جلدوں پر کام جاری ہے، یہ کتاب مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اور لاہور، کراچی میں موجود اہلِ سنت کے کتب خانوں سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

نام کتاب: اَخْبَارُ اَبِیْ حَنِیْفَۃ وَاَصْحَابہُ (کُل صفحات:۴۷۳)

(محدثِ شہیر امام ابوعبداللہ حسین بن علی صیمری۔ المتوفی:۴۳۶ھ)

مع ترجمہ: شَرْحُ وَصِیَّۃِ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ

(شارح: شارح ھدایہ علامہ اکمل الدین بابرتی۔ المتوفی:۷۸۶ھ)

مترجم: مفتی حماد حسین القادری الشاذلی

محرّک: مولانا عاطف سلیم نقشبندی

ناشر: پروگریسو بکس، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور

رابطہ نمبر: 03214146464

اس کتاب میں امام صیمری نے امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ کے نسب، آپ کے حلیہ مبارک، آپ کی صحابۂ کرام سے ملاقات اور روایتِ حدیث، آپ کا فقہی مسائل میں ملکہ، آپ کے علمی واقعات اور حیاتِ مبارکہ کے اہم پہلوؤں پر گفتگو فرمائی ہے، نیز سب سے اہم بات یہ ہے کہ امام صیمری نے ان تمام حالات وواقعات کو اپنی متصل سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ نیز امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کی حیاتِ مقدسہ اور ان کی علمی قابلیت پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔ اس کتاب کے ساتھ اس کی افادیت واہمیت میں مزید اضافہ کرنے کے لیے امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہِ کی وصیت اور شارح ہدایہ امام بابرتی کی شرح کو بھی منسلک کیا گیا ہے، جو کہ عقائدِ اہلِ سنت پر ایک تاریخی دستاویز کا درجہ رکھتی ہے۔ کئی دیگر علمی کتب کی طرح یہ کتاب بھی مولانا عاطف سلیم نقشبندی صاحب کی تحریک سے منظرِ عام پر آئی ہے۔

نوٹ: کتابوں پر تبصرہ سرسری مطالعہ کے بعد کیا جاتا ہے۔ کتاب کے ہر ہر لفظ سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

☆☆☆☆☆

احتسابِ دیوبندیت، جلد۳

مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی کی کتاب "اَلْمُهَنَّدُ عَلَى الْمُفَنَّد" کی فریب کاریوں کے رَدّ میں لکھی گئی اہلِ سُنّت و جماعت کی علمی وتحقیقی کُتُب کا ضخیم مجموعہ

بنام

اَلْمُهَنَّدُ کا علمی وتحقیقی مُحاسبہ

ترتیب، تخریج، حواشی

میثم عباس قادری رضوی

باہتمام ضیغمِ اسلام قاطع بدمذہبیت

حضرت علامہ پیر سید مظفر حسین شاہ قادری مدظلہ العالی

ان شاء اللہ جلد منظرِ عام پر